مُحمَّد جمَالُ الدِّین خَان قَادِرِی
Mobile No. +917860520899
اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ
بنام
اَنْوَارُ الْبَیَان
جلد اول
دُوسرا مَہِینَہ : صفرُ المُظفر
تالیف
نمونۂ اسلاف، عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی
انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم	۲۶
فضائل آل رسول ﷺ	۵۲
مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ	۷۵
فضائل سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۲۵
فضائل سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۱۴۷
فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۶۱
امام حسین رضی اللہ عنہ کا مدینے سے سفر	۱۸۲
امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۹۴
حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ	۲۴۷

(۲) صفر المظفر

خوف خدا عزوجل	۲۶۵
موت	۲۷۸
محبت رسول ﷺ	۲۹۰
اسم پاک محمد ﷺ کے فضائل و برکات	۳۱۰
مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی آمد	۳۲۳
امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی بیعت و خلافت	۳۴۰
امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سنیت کی شناخت	۳۵۵
امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے ارشادات و کرامات	۳۷۶

(۳) ربیع الاول شریف

ہمارے حضور ﷺ نور ہیں	۴۰۲
حضور ﷺ کے ماں، باپ مومن اور جنتی ہیں	۴۱۳
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند	۴۲۷
برکات میلاد النبی ﷺ	۴۴۴
اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ ﷺ	۴۵۹
محفل میلاد میں قیام کا ثبوت	۴۶۶
برکات رضاعت	۴۷۴
یادگاریٔ امت اور وصال شریف	۴۸۶

(۴) ربیع الآخر شریف

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ اور راہ سلوک	۵۲۹
واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا	۵۴۳
غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وعظ کی تاثیر	۵۵۵
حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کشف و کرامات	۵۶۲
انوار قادریہ	۵۷۴
نیکوں کی صحبت کی برکات	۵۹۱
بدگمانی اور غصے کی مذمت	۶۰۴
حسد اور اس کی تباہ کاریاں	۶۱۹

﴿۲﴾

صفر المظفر

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

خوفِ خدا ﷻ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ O (پ۴،ع۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! خوف خدا وہ نیک اور مقبول عمل ہے کہ جس دل میں پیدا ہو جاتا ہے وہ دل نیکی اور تقویٰ کا مرکز بن جاتا ہے اور وہ شخص ہر قسم کے گناہ و برائی سے دور اور محفوظ نظر آنے لگتا ہے اور یہ خوف خدا کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جسم کے تمام اعضاء یعنی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر اور دل و دماغ سب کے سب نیک اور اچھے کاموں میں مشغول نظر آتے ہیں۔ یہ خوف خدا کے برکات و حسنات ہوتے ہیں کہ آنکھ برائی نہیں خوبی اور بھلائی دیکھتی ہے۔ دل و دماغ برا اور خراب نہیں بلکہ بھلا اور اچھا سوچتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہاتھ اور پیر گناہ و ظلم کے راستے پر چلنے کی بجائے نیک اور حق و سچ راستہ پر چلتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے دل میں خوف خدا پیدا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے تو ہر قسم کے گناہ اور برائی سے محفوظ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول بن جاتا ہے اور خوف خدا کا انعام و اکرام بڑا عظیم ہوتا ہے۔ ہر نیک کام کا بڑا بہتر اجر اور بدلہ ہے۔ دنیا میں خیر و برکت اور

آخرت میں عزت وعظمت اور نجات وبخشش اور پھر جنت کی نعمت۔ لیکن خوف خدا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا وہ نعمت و دولت ہے کہ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ جس دل میں خوف خدا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو جنت عطا فرمائے گا۔

آیت کریمہ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ (پ۲۷، رکوع۱۳)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱: جب بندے کا جسم خوف خدا سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑتے ہیں۔

كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا۔ جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۱۷۱، احیاء العلوم، ج:۴، ص:۱۴۲، مکاشفۃ القلوب، ص:۵)

حدیث شریف ۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ ۔

(ترمذی، ج:۴، ص:۱۳۷، حاکم مستدرک، ج:۱، ص:۱۴۱، بیہقی ج:۱، ص:۲۰۱)

دوزخ سے اس شخص کو نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا میرے خوف سے کہیں بھی مجھ سے ڈرا۔

رونے والی آنکھ آگ سے محفوظ ہے

حدیث شریف ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی ج:۳، ص:۹۳، حاکم مستدرک، ج:۲، ص:۹۳، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۵۸)

یعنی دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیکر رات گزاری۔

حدیث شریف ۴: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ طیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔

قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۝

(ترمذی، ج:۳، ص:۱۹۰، طبرانی کبیر، ج:۸، ص:۲۳۵، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۵۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے (بہنے والا) آنسو کا قطرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

حدیث شریف ۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔

اِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا اٰمَنْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِذَا اٰمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح ابن حبان، ج:۲، ص:۴۰۶، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۱۳۷، بیہقی، ج:۱، ص:۲۱۷)

یعنی اگر وہ مجھ سے دنیا میں خوف رکھے گا تو میں اس کو قیامت کے روز امن میں رکھوں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو میں اس کو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔

حدیث شریف ۶: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لیکر فرمایا: کاش! میں ایک تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی۔ اور آپ خوف خدا سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرہ پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے (مکاشفۃ القلوب، ص:۷)

حدیث شریف ۷: میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوف خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔

حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ (ترمذی، ج:۱، ص:۲۹۳، نسائی، ج:۲، ص:۵۴، مسند احمد، ج:۲، ص:۵۰۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

یعنی اس طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔

محبوب مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب تھا کہ خوف خدا سے ہروقت لرزہ براندام رہا کرتے تھے اور بول چال میں بہت احتیاط فرماتے اور کم بولنا اور مختصر گفتگو کو اپنی عادت بنا رکھی تھی۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی اپنے منہ میں ایک پتھر رکھ لیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کم بولنے میں بڑی عافیت ہے

حدیث شریف: مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پایا۔

(مشکوۃ شریف، ص:۴۱۳، کشف المحجوب، ص:۵۱۳)

حضرات! میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر بلند و بالا شان و عظمت ہے کہ انبیائے کرام کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہوا ہے اور نہ صبح قیامت تک ہوگا جس قدر نیک اور پرہیزگار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

خوف خدا کی برکت سے گنہگار جنت کا حقدار ہوگیا

اے ایمان والو! عالم ربانی، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہوگیا وہ عورت ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی جوان عاشق کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا، جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہوگئی تھی۔ قافلہ جنگل میں ٹھہر گیا اور سب لوگ تھکے ماندے تھے سو گئے، تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں اور تیری محبت کے سبب ہی میں قافلہ کے ساتھ آیا ہوں۔ عورت نے کہا: جا کر دیکھ لو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟ جوان بڑا خوش ہوا اور سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آکر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ عورت نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ جوان بولا: اللہ تعالیٰ تو نہ کبھی سوتا ہے، نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت بولی: لوگ سو گئے تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کو ڈرنا چاہئے۔ جوان نے جب یہ بات سنی تو خوف خدا سے لرز گیا اور برے ارادہ سے تائب ہو کر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اس جوان کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا: کیسے گزری؟ نوجوان نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲)

حضرات! خوف خدا جس کے دل میں نہیں ہے وہ شخص انسان نہیں، شیطان ہے۔ اور خوف خدا سے انسان محبوب رحمان ہے۔

حضرات! عالم ربانی حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے افلاس و تنگ دستی سے پریشان ہو کر ایک تاجر کے گھر جا کر کھانے کا سوال کیا، تاجر نے کہا: اگر تم میری آرزو پوری کر دو تو جو چاہو مجھ سے لے سکتی ہو۔ عورت بے چاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی اور جب بچوں کا بھوک کی شدت سے رونا بلکنا دیکھا تو وہ عورت دوبارہ اسی تاجر کے پاس لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا۔ تاجر نے پھر وہی بات کی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضا مند ہو گئی مگر جب یہ دونوں تنہائی میں پہنچے تو عورت خوف خدا سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا، کس سے ڈرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: رب تعالیٰ کے خوف سے لرزاں ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تو تاجر نے کہا کہ جب تم اتنی محتاجی اور تنگ دستی میں بھی خدائے تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ یہ کہا اور عورت کو بہت سا مال و منال دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کی فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس تاجر کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم نے کون سی ایسی نیکی کی ہے؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حضرات! خوف خدا وہ نیکی ہے جس کے سبب بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نیک وصالح بن جاتا ہے

خوف خدا سے رونے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے

حضرات! بروز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا، جب اس کے اعمال تولے جائیں گے تو برائیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے رب تعالیٰ! تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس شخص کو ایک اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچالیا جائے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام پکاریں گے: فلاں بن فلاں ایک بال کے بدلے نجات پا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حدیث شریف ۸: آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خوف خدا سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے تو اس شخص کو کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔

(کنز العمال، ج:۳، ص:۱۳۲، طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:۱۷، ابن ماجہ، ج:۳، ص:۳۰۹)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہزار دینار راہ خدا میں خرچ کرنے سے مجھے خوف خدا میں ایک آنسو بہالینا زیادہ پسند ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۳۳۳)

حدیث شریف ۹: حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خوف خدا سے بہنے والے آنسو انسان کے جسم کے جس حصہ پر لگتے ہیں اس حصہ کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، ج:۲، ص:۹۳)

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خوف خدا سے روتے تو آنسوؤں کے پانی کو اپنی داڑھی اور چہرہ پر مل لیا کرتے اور فرماتے کہ میں نے سنا ہے کہ آنسوؤں کے پانی جہاں لگ جائیں گے اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

مومن کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھادیں گے

حضرات! بروز قیامت دوزخ سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب بڑھے گی۔ امت اس آگ سے بچنے کی کوشش کرے گی اور کہے گی اے آگ! تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں، روزہ داروں اور خوف خدا رکھنے والوں کا واسطہ واپس چلی جا! مگر آگ برابر آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی سے لبریز ایک پیالہ اللہ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں گے اور کہیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس پانی سے آگ پر چھینٹے مارئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آگ پر پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جبرئیل علیہ اسلام سے اس پانی کے متعلق دریافت فرمائیں گے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ یہ وہ پانی ہے جو خوف خدا میں رونے والے آپ کے گنہگار امتیوں کی آنکھوں سے نکلے تھے اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ کو بجھادیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

اے ایمان والو! جب مومن کے آنکھ کے آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دیتے ہیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنسوؤں کی شان و عظمت کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم و بخشش میں رونا، آنسو بہانا بہت ہی مقبول اور پسندیدہ عمل ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی گریہ وزاری کے واقعات خوب مشہور ہیں اور محبوب خدا امام الانبیاء مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو رات رات بھر سجدہ میں سر انور رکھ کر روتے رہتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امتی، امتی کی صدا لگا کر امت کے حق میں نجات و بخشش کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں۔ (کنز العمال، ج:۲، ص:۱۸۳)

حضرات! ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں تو ہمیشہ روتی ہی رہتی تھیں لیکن اس حدیث پاک میں تعلیم امت اور ہدایت کے لئے فرمایا تاکہ امتی کی آنکھیں بھی خوف خدا سے رونے والی ہو جائیں۔

اے ایمان والو! عالم ربانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کا قول نقل فرماتے ہیں کہ خوف خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل و عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اشکباری

حدیث شریف: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آفتاب نبوت مہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخرت کی یاد کر کے (خوف خدا میں) رو پڑیں اور ان کے آنسو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ تو ام المومنین نے عرض کی حضور! آخرت کو یاد کیا تو (خوف خدا سے) آنکھیں اشکبار ہو گئیں (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۵)

ابن علی ابن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رونا

حضرت زین العابدین بن علی بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگ جاتے، لوگوں نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تمہیں پتہ نہیں کہ میں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کا ارادہ کر رہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۳)

خندہ و گریہ زاری

اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ. ○ (پ ۲۷، رکوع ۷)

ترجمہ: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی نہیں ہنسے، صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔

حضرات! امت کی فکر کا یہ حال تھا، یہ سب کچھ امتی کے غم میں تھا ورنہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اور ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ کا وصال شریف ہوگیا۔ (تفسیر روح المعانی، ج:۱۵، ص:۱۱۱ ۔مکاشفۃ القلوب، ص:۲۳۶)

ہنسو کم، زیادہ روؤ

حدیث شریف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کریم سے باہر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے پاس ٹھہر گئے انہیں سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ دنیا کی تمام لذتوں کو منقطع کرنے والی (موت) کو اکثر یاد کیا کرو۔ پھر ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک ایسی جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: واللہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۲۶۳)

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی

حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب علیحدہ ہونا چاہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام!

(۱) خود کو جھگڑوں سے بچایئے۔ (۲) ضرورت کے بغیر قدم نہ اٹھایئے۔ (۳) تعجب کے بغیر مت ہنسئے۔ (۴) گنہگاروں کو ان کی خطاؤں کی وجہ سے شرمندہ نہ کریئے۔ (۵) اور اپنی طرف سے رب کے حضور روتے رہئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۳۶)

حدیث شریف: محبوب داور شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ ہنستا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

(ابن ماجہ، ص:۳۰۹)

جوانی میں ہنسنا بڑھاپے میں رلاتا ہے

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ (۱) جو شخص جوانی میں ہنستا ہے،

بڑھاپے میں رونا ہے۔ (۲) جو مالداری میں اپنا مال لٹاتا ہے فقر میں روتا ہے۔ (۳) اور جو شخص زندگی میں اپنا ... موت کے وقت روتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۲۷)

رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بنالو

حدیث شریف: شاہ طیبہ کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھو اور روؤ (یعنی نماز پڑھو اور روؤ دعا مانگو اور روؤ ذکر خدا کرو اور روؤ) اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۹)

آقا کریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

شہزادہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ سنی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ج (پ ۱۰ ع ۱۶)

ترجمہ: تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ (کنز الایمان)

تو آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کم ہنسو ورنہ آخرت میں بہت رونا پڑے گا اور یہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگی۔ مزید فرمایا کہ مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے جہنم ہے اور اس مسرور وشاداں پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایسے جوان کے قریب سے گزر ہوا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے بیٹے! کیا تو نے پل صراط کو عبور کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ تو جنت میں جائے گا۔ آپ نے پھر پوچھا تو وہ جوان نہ بولا۔ آپ نے فرمایا پھر کس لئے ہنس رہے ہو؟ اس کے بعد اس جوان کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۲۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے شہزادہ رسول آپ مجھے نصیحت کیجئے! تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے سفیان! (۱) جھوٹے شخص میں مروت نہیں ہوتی۔ (۲) حسد کرنے والے میں خوشی نہیں ہوتی۔ (۳) بد خلق

کے لئے سرداری نہیں ہوتی۔ (۴) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سفیان! اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا ہے اس کو چھوڑ دو گے تو عابد ہو جاؤ گے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو گے تو مسلمان ہو گے۔ (۶) جیسی دوستی تم لوگوں سے چاہتے ہو تم بھی ان کے ساتھ ویسی ہی دوستی رکھو تب تم مومن ہو گے۔ (۷) بروں سے دوستی نہ رکھو ورنہ تو بھی برے عمل کرنے لگے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۲۵)

حدیث شریف: اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلْ یعنی آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر عمل کرتا ہے اس لئے تم دیکھو کہ تمہاری دوستی کس سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج: ۳، ص: ۱۹۳، کنز العمال، ج: ۹، ص: ۲۰)

اور فرمایا اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لو جو خوف خدا رکھتے ہوں۔ (۸) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص بغیر قبیلہ کے عزت چاہے اور بغیر حکومت کے ہیبت (دبدبہ) چاہے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آجائے۔ (۹) اور فرمایا کہ جو آدمی بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا۔ (۱۰) اور جو شخص بری جگہ جاتا ہے بدنام ہوتا ہے۔ (۱۱) اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۲۵)

حضرات! شہزادۂ رسول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات و فرمودات ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی بلکہ انمول ہیں مگر! جس طرح ہیرے جواہرات کے لئے جوہری یا بادشاہ چاہئے اسی طرح ان انمول فرمودات و ارشادات پر عمل کرنے کے لئے نیک و صالح طبیعت کا مسلمان چاہئے۔

ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں

حدیث شریف: میرے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اٹھئے اور جہنمیوں کو جہنم میں بھیج دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ یارب تعالیٰ! کتنوں کو جہنم میں بھیجوں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر (ایک) ہزار میں سے نوسو ننانوے کو (جہنم) میں بھیج دیجئے۔ (اور ایک کو جنت میں) (الترغیب والترہیب، ج: ۴، ص: ۲۳۰، حلیۃ الاولیاء، ج: ۶، ص: ۱۸۷، کنز العمال، ج: ۱۴، ص: ۳۸۳)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب یہ فرمان سنا تو خوف خدا سے (رونے لگے) اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا۔ حبیب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ حال مشاہدہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ عمل کرو اور اطمینان رکھو! صحابۂ کرام یہ سنتے ہی خوش ہو گئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۲۹۶)

اے ایمان والو! یہ رونے والے، خوف خدا میں آنسو بہانے والے، معمولی مسلمان نہ تھے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست نبوت پر ایمان لانے والے، تمام اولیاء، اقطاب وابدال سے افضل، اعلیٰ صحابہ کرام تھے۔ تو معلوم ہوا کہ خوف خدا میں رونے والے، آنسو بہانے والے معمولی لوگ نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ لوگ خوف خدا میں لرزتے، کانپتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ومقبول ہوتے ہیں

حضرات! اس دنیا سے آخری سفر ہو اس سے پہلے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں خوب رورو کر توبہ واستغفار کر کے معافی مانگ لو ورنہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے کیسے برداشت کر سکو گے؟

جہنم کا عذاب: جہنم کا مشروب گرم پانی کہ پیتے ہی پیٹ کی انتڑیاں سب کٹ کٹ کر باہر آجائیں گی تو لوگ جہنم میں موت کی تمنا کریں مگر موت نہیں آئے گی۔ ان کے پاؤں، ان کی پیشانیوں سے بندھے ہوں گے۔ ان کے چہرے گناہوں سے کالے ہوں گے، ان کو باندھ کر منہ کے بل ڈال دیا گیا ہوگا، ان کے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے آگ ہی آگ ہوگی۔ ان کا کھانا، پینا، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا۔ ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جن سے ان کے سروں کو توڑا جائیگا، ان کے منہ سے پیپ بہے گی، دوزخ کی آگ کی گرمی سے ان کی آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر بہیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت اور بڑھ جائے گا وہ لوگ اس وقت موت کی تمنا کریں گے مگر انہیں موت کبھی نہیں آئے گی۔

جہنم کے سانپ اور بچھو ان کے جسم سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ تو یہ مناظر دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوگا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۷)

حضرات! اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم پروردگار مومن بنا کر زندہ رکھے اور مومن بنا کر اس دنیا سے اٹھائے۔ بے شک مومن ہی جنت کا حقدار ہے۔

میرے آقائے نعمت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہر مومن کو چاہئے کہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے روکتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی o وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا o فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی o وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی o فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی o (پ۔۳۰، ع۲)

ترجمہ: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بیشک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی جس کسی نے نافرمانی کی اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ جانا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

حضرات! جو انسان عذاب الٰہی سے بچتا ہے اور ثواب و رحمت کا امیدوار ہوتا ہے، اسے چاہئے کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

حدیث شریف: میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی، جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جائے گا مگر وہ لوگ حیرت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندوں حیران کیوں ہو۔ تو مومن عرض کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ! تو نے ایک وعدہ فرمایا تھا جس کا وقت آ گیا ہے۔ تو فرشتوں کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھادو۔ فرشتے عرض کریں، یا اللہ تعالیٰ! یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گنہگار تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ تم حجاب اٹھادو، یہ میرے بندے میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ اس وقت حجاب اٹھا دیا جائے گا اور جنت والے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بے حجاب کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ عِبَادِيْ فَقَدْ رَضِيْتُ عَنْكُمْ فَهَلْ رَضِيْتُمْ عَنِّيْ
یعنی اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہو میں تم سے راضی ہوں، کیا تم مجھ سے راضی ہو؟

تو جنت والے عرض کریں گے اے ہمارے رب تعالیٰ! ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے، حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا۔ اور یہی اس فرمانِ الٰہی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۔۳۰، ع۲۳) کا مقصود ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۝ (پ۲۳، ع۳)

ترجمہ: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔ (کنزالایمان، مکاشفۃ القلوب، ص۱۰)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾
صفر المظفر
پہلا جمعہ..........دوسرا بیان
موت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط (پ۲۹،ع۱)

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم سفیرو! باغ میں ہیں کوئی دن کے چہچے
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائیگا

اطلس و کمخواب کے پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نام احمد کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تمہید! خدائی دستور ہے کہ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اسے اس دنیا سے جانا ضرور ہے۔ بادشاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ہر انسان اور جاندار کو مرنا ضرور ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴،ع۱۰) ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (کنزالایمان)

صد افسوس! کہ ہم انسان ہیں مگر ہم کو موت کا خیال نہیں آتا، جب کہ ہمارا یقین ہے کہ ہمیں مرنا ضرور ہے اور ہمارے سامنے روزانہ کئی جنازے اٹھتے ہیں، یہ سب دیکھتے ہوئے بھی ہم برے کاموں سے باز نہیں آتے اور ہر قسم کا گناہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! موت کا پنجہ بہت مضبوط ہے، وہ ہمیں بند کوٹھریوں اور مضبوط قلعوں میں بھی نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (پ۵،ع۸)

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنزالایمان)

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

موت کی یاد

حدیث شریف: ایک مرتبہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کررہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: موت کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (احیاءالعلوم، ج:۴، ص:۳۹۴)

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ ٥ یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ یہ لذتوں کو مٹانے والی ہے۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۵۷، نسائی، ج:۱، ص:۲۵۸، ابن ماجہ، ص:۳۱۴، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۴۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ موت کو یاد کرنا بہت بڑی بھلائی ہے اس لئے کہ موت کی یاد سے دل گناہوں سے متنفر ہوتا ہے اور نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ ہوگا

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کا یاد کرتا ہے، وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۶)

اللہ اکبر! موت کو یاد کرنے والا کتنا نیک بن جاتا ہے کہ اگر دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے تو گویا اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ موت، مومن کے لئے ایک تحفہ ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:۸، ص:۱۹۹، کنز العمال، ج:۵، ص:۵۳۶، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۶)

موت کی یاد سے سخت دل نرم ہوجاتے ہیں

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ موت کو یاد کیا کرو تمہارا دل نرم ہوجائے گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہوگیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

تین چیزیں بہت اچھی ہیں: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم موت کے لئے جیتے ہو۔ ویران کرنے کے لئے آباد کرتے ہو، فانی چیز پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو نہیں مانتے سنو!

تین چیزیں سخت ہیں۔ جو اچھی ہیں: (۱) موت (۲) فقر (۳) مرض۔ (شرح الصدور، ص:۱۶)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فقر کو تواضع کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور موت کو اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور مرض کو اپنی خطاؤں کے مٹ جانے کے سبب اچھا سمجھتا ہوں (بیہقی شعب الایمان)

موت ایک پل ہے: حضرت حبان بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملانے کا ذریعہ ہے۔

(شرح الصدور، ص:۱۷)

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئے

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئے کہ ان کی روح نکالیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ ابراہیم (علیہ السلام) سے کہہ دو کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو برا جانتے ہوئے پایا؟ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میری روح ابھی قبض کرلو۔ (شرح الصدور، ص:۱۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق رکھنے والا مرنے سے کبھی خوف نہیں کھاتا کہ موت کے بغیر محبوب سے ملاقات ناممکن ہے۔

موت پسندیدہ چیز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو وہ یہ ہے کہ موت سے زیادہ پسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہو (شرح الصدور، ص:۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میں نے جس عقل مند کو دیکھا تو اس کو موت سے لرزاں اور غمگین پایا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عالم سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے

فرمایا کہ تم خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے تمہارے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر ایک نے موت کا جام پیا ہے اور اب تمہاری باری ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو بہت دیر تک روتے رہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۸۹)

گھر میں قبر بنا رکھی تھی: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر سوتے اور ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے۔ اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو سارا کام بگڑ جائے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۹۰)

حضرات! آپ حضرات نے سن لیا کہ موت کیا ہے اور موت کی یاد کے وقت ان اللہ والوں کی کیا حالت ہوتی تھی جب کہ ان کے پاس صرف نیکی ہی نیکی تھی بلکہ وہ سراپا نیک تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہم کو موت کی فکر ہی نہیں۔ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے امان میں رکھے اور موت کو یاد کر کے نیک وصالح بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہر آدمی کا حصہ صرف کفن ہے: ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے، اور وہ کفن ہے۔

اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے جمع کیا، اس میں تیرا حصہ صرف دو چادریں ہیں جن میں تو (مرنے کے بعد) لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔ (شرح الصدور، ص ۲۳)

آج ہم گھر میں ہیں اور کل قبر میں ہوں گے

مشہور بزرگ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد جلد ہی غافل ہو جاتے ہیں۔ موت نصیحت کرنے کو کافی ہے، زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے، آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔ (شرح الصدور، ص ۲۳)

اللہ والے موت کے مشتاق کیوں ہوتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مر جاؤں تو آج ہی مرنے کو اختیار کر لیتا تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ملاقات کر سکوں۔ (شرح الصدور، ص ۱۸)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر لاغر و کمزور ہو گئے تھے کہ ان کے چہرے پر موت کا رنگ اور انتقال کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو اس وقت ان کی بیوی نے جب یہ منظر دیکھا تو غم سے نڈھال ہو کر بے قرار ہو گئیں اور ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے واحسرتاہ یعنی ہائے رے میری مصیبت۔ بیوی کے منہ سے اتنا سنا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے میری بیوی! تم یہ مت کہو کہ ہائے رے میری مصیبت۔ بلکہ تم یہ کہو واطرباہ۔ یعنی واہ رے میری شادمانی اور خوشی۔ اے میری بیوی سن! اس سے بڑھ کر خوشی اور مسرت اور کیا ہوگی کہ میں کل وفات پا کر اپنے تمام محبوبوں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ (مثنوی شریف)

حضرت آسی غازی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

درود شریف:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول: مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ لوگ سور ہے ہیں اور جب مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ (شرح الصدور، ص ۴۳)

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۷۶، شرح الصدور، ص ۴۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زاہد اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔
(ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۰۱)

موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر تمنا کرتا ہے تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے، تو زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت میں بہتری ہو تو موت دے۔

اور! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ (بخاری شریف، نسائی شریف، بحوالہ شرح الصدور، ص:٦)

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی تمنا کا جواز

مالک اور بزار نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی دعا کرتا ہوں۔ اور تو جب لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائشوں میں ڈالنے سے پہلے اپنے پاس بلالینا (یعنی مجھے موت دے دینا)۔ (شرح الصدور، ص:۹)

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معصوم ہیں، بلکہ سید المعصومین ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر گناہ اور خطا سے پاک وصاف ہیں اور آقا کریم معصوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو اس طرح سے فرمایا کہ اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کی دعا کرتا ہوں تو یہ دعا تعلیم امت کے لئے تھی کہ میرا امتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح سے دعا مانگے۔ مومن کبھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گنہگار و خطا کار نہیں جانتا، ہاں منافق ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گنہگار و خطا کار جانتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی رفیق خاں پسروری لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام عیب دار ہوتے ہیں۔ (اصلاح عقائد، ص:۱۵۳)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے اور پسندیدہ بندے، حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے

اور تمام محبوبوں اور جملہ انبیاء و رسل کے سردار ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بے عیب اور بے گناہ تھے۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں.

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا ووالا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

درود شریف:

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میری قوت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوئی، میری رعایا منتشر ہوئی، تو مجھے موت دے، تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔ ابھی ایک ماہ بھی اس دعا کو کئے ہوئے نہ گزرنے پایا تھا کہ آپ شہید ہوئے۔ (شرح الصدور، ص:۹)

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان سے روایت کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے علماء کے نزدیک موت (یعنی مرجانا) سرخ سونے سے بہتر ہوگی۔ (شرح الصدور، ص:۱۰)

یا اللہ تعالیٰ! ہم کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھ اور ایمان کے ساتھ خاتمہ نصیب فرما آمین ثم آمین۔

مرحوم پر جنت واجب ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ گزرے تو ان لوگوں نے اس میت کی تعریف کی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔

پھر! کچھ لوگ دوسرے جنازہ کے ساتھ گزرے تو انہوں نے اس میت کی برائی بیان کی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۸۰، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۶۵۵)

جنازہ جلدی اٹھاؤ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کو جلدی اٹھاؤ کیوں کہ اگر جنازہ نیک آدمی کا ہے تو یہ ایک نیک کام ہے جسے تم کر رہے ہو اور اگر جنازہ اس کے علاوہ (یعنی برے آدمی) کا ہے تو تم ایک برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۰۷، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۰۱)

موت کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا چاہئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنے مرنے والوں کو.. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد رسول اللہ) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تلقین کیا کرو۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۶۳۱، ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۱۹۰)

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کیا کرو۔

(ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۲۱۰، ابن ماجہ، ج:۱، ص:۴۸۰)

حضرات! آج کل کچھ لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں جب کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میت کے لئے ایصال ثواب کا ثبوت: (۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اس کو ثواب پہنچے گا؟ **قَالَ نَعَمْ** ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (اس کو ثواب پہنچے گا) (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۳۸۶، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۷۹۶)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے مال چھوڑا ہے۔ اور انہوں نے وصیت بھی نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ، خیرات کروں تو کیا یہ صدقہ و خیرات ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟

قَالَ نَعَمْ ۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا)

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۸۰۳، نسائی، ج:۲، ص:۱۲۳)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ صدقہ اسے نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک باغ ہے۔

فَاُشْهِدُكَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ۔ یعنی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ باغ اس کی (یعنی اپنی ماں) کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ترمذی شریف، ج:۳، ص:۵۶، ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۱۱۸)

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ام سعد (یعنی میری ماں) کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو کون سا صدقہ افضل ہے؟

قَالَ : اَلْمَاءُ، قَالَ : فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ! هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پانی، تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

(ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۱۳۰، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۴۱، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۶۹)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے (یعنی ان تین چیزوں کا اجراء اسے ملتا رہتا ہے)

اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ ۔ یعنی ایک صدقہ جاریہ دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۲۵۵، بخاری الادب المفرد، ج:۱، ص:۲۸، ابوداؤد، ج:۳، ص:۱۱۷)

حضرات! احادیث طیبہ سے دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ وصال کرنے والے، مرنے والے کے حق میں فاتحہ و دعا کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ جائز اور سنت ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

محبت رسول ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

آیت کریمہ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (پ۳۔ع۱۲)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور فرماتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دو عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے، وہ عشق و محبت ہی کا جلوہ ہے۔ ایک آدمی اولاد کی محبت میں دوکان و مکان اور فیکٹری وغیرہ تعمیر کرتا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو اولاد سے پاک ہے مگر اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی خاطر انبیاء، رسل کو فرشتوں انسانوں کو، زمینوں آسمانوں کو، جنت و دوزخ کو، فرش سے عرش تک پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔ یعنی اگر میرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۴۴، در منثور، المستدرک حاکم، ج ۲، ص ۶۱۵، روح البیان، احزاب، ص ۲۳۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

حضرات! باپ، بیٹے بھائی، کنبہ وغیرہ سے محبت کرنے کو اسلام نے منع نہیں کیا ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ صِلُوا الْاَرْحَامَ یعنی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان سے الفت و محبت رکھو۔ مگر سوال اس وقت کا ہے کہ جب اللہ ورسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ان چیزوں کی محبت سے ٹکراؤ ہو تو اس وقت اسلام کا کیا حکم ہے؟

تو ایمان والو! اس وقت اسلام کا حکم یہی ہے کہ ان تمام چیزوں کی محبت و الفت کو اللہ ورسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا جائے۔

چنانچہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۲)

ترجمہ: یعنی اس وقت تک کوئی تم میں سے مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد، اپنے ماں، باپ، بلکہ تمام جہان کے انسانوں سے بڑھ کر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت نہ کرے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے، ماں، باپ سے اولاد سے پیارا

حضرات! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان کی بنیاد اور اصل ہے۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

حضرات! آدمی، اسلامی احکام کا پابند ہو، نمازی ہو، حاجی ہو اور غازی بھی ہو لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو ہرگز، ہرگز وہ آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ دیکھئے منافقین نمازی تھے، حاجی تھے، میدان جہاد کے غازی بھی تھے اور ہم لوگ تو آج کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر یہ منافقین تو امام الانبیاء والمرسلین کے پیچھے مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھتے تھے، مگر کیا وجہ ہے؟ کہ قرآن کریم نے ایسے نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ۱، ع۲) یعنی یہ لوگ مومن نہیں۔

حضرات! منافقین کیوں مومن نہیں کہلائے؟ بس یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں تھی۔ اس لئے یہ لوگ عمر بھر دولت ایمان سے محروم ہی رہے اور ان لوگوں کے روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ بیکار اور برباد ہو گئے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اے مسلمان یاد رکھ! کہ دین نام ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت والفت کا۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے:

کافر ہے وہ بدبخت جو اس دل کو کہے دل
جس دل میں نہ ہو الفتِ سرکار مدینہ

قیامت کا سرمایہ

ایک دیہاتی صحابی، حضرت ذوالخویصرہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مَتَی السَّاعَةُ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۶) یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم قیامت کب آئے گی؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا اَعْدَدْتَ لَهَا ۔ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ تو صحابیِ رسول نے عرض کی: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۶)

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے پاس اس کے سوا اور کچھ تیاری نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد و اتقا پر ہے
ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی سے یہ سن کر فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری، ج:۱، ص:۵۲۱) یعنی تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔

صحابۂ کرام یہ سن کر اس قدر خوش ہوئے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو زندگی میں کبھی بھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اس وقت ہوئی جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ خوش خبری سنائی کہ جو دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رہے گا۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت سن کر فرمایا:

فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۵۲۱)

یعنی میں آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں

یہ امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کے ساتھ ہی میں رہوں گا، اگر چہ میرا عمل کبھی بھی ان حضرات کے اعمال کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اے ایمان والو! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ لازوال اور بے بہا دولت ونعمت ہے کہ ایک مومن کے لئے زمین وآسمان کے خزانوں میں اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے چند نمونے پیش ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

حضرات! جنگ حنین میں بہت زیادہ مال ودولت مسلمانوں کو ملا۔ اس دن آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو اس قدر کثیر مال غنیمت عطا فرمایا کہ سب کو مالا مال فرمادیا، ایک ایک مجاہد کو سو سو اونٹوں کی قطار عنایت فرمادی، لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ اس جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب جگہوں کے مجاہدین کو تو خوب مال دیا مگر مدینہ والوں انصار کو کچھ بھی نہیں دیا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ مدینہ کے نوجوان انصار کے منہ سے نکل گیا کہ:

یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِہِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قریشیوں کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں کچھ نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے کفار کا خون ٹپک رہا ہے۔

مدینہ طیبہ کے نوجوان انصاریوں کی یہ باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک (مبارک کان) تک پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قاصد بھیج کر تمام مدینہ والوں، انصاریوں کو بلایا اور فرمایا کہ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ۔

اے مدینہ والو! یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے میرے کان میں آئی ہے۔ تو مدینہ والے انصار کے سمجھ دار اور بوڑھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) ہم میں سے سمجھ دار لوگوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ کہنے والے چند نوجوان لڑکے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَاَنْتُمْ تَرْجِعُوْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ رَضِیْنَا (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۶۱)

یعنی اے مدینہ والو! گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ (مکہ والے) اور سب لوگ تو

اپنے اپنے گھر مال و دولت لے کر جائیں گے اور تم جب اپنے گھر جاؤ گے۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ کیوں کہ میں مکہ والوں یا دوسرے لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا بلکہ میں تمہارے ساتھ مدینہ چلوں گا۔ تو تم بتاؤ! اور جواب دو! کہ تمہیں مال و دولت لے کر گھر جانے میں خوشی ہوگی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ساتھ لے کر گھر جانے میں تم زیادہ خوش ہو گے؟ یہ سن کر محبت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا سیلاب مدینہ والوں، انصار کے دلوں سے امنڈ کر آنکھوں میں آ گیا اور سب کی آنکھیں برسنے لگیں اور گویا سب کا یہی جواب تھا کہ۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
انصار کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ اونٹ، یہ بکریاں، یہ باغات، یہ سارا مال آپ دوسروں کو دیدیجئے، ہمیں تو اللہ کا رسول چاہئے (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

درود شریف:

(۱) صحابہ کی محبت: عروہ بن مسعود، کفار کی جانب سے ثالث بن کر، قاصد بن کر مدینہ طیبہ میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور نیاز مندی کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ پلٹ کر جب مکہ پہنچے تو اپنے ساتھیوں، کفار و مشرکین سے ملے تو قسم کھا کر بیان کرنے لگے کہ میری قوم! خدا کی قسم! بے شک میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر تعظیم و محبت کرتے ہوں جتنی محبت و تعظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک شریف کوئی نہ کوئی اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور وہ اس کو اپنے بدن اور چہرہ پر مل لیتا ہے اور جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کو حکم دیتے ہیں تو صحابہ آپ کے حکم کی تعمیل کی خاطر دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ . (صحیح بخاری ج:۱، ص:۳۷۹)

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہ وضو کے پانی کو لینے کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ جیسے آپس میں لڑ پڑیں گے اور خون خرابے کی نوبت آ جائے گی۔

حضرات! عروہ بن مسعود نے مکہ جا کر کفار و مشرکین سے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب وضو کرتے ہیں تو جسم سے لگا ہوا وضو کا پانی صحابۂ کرام زمین پر نہیں گرنے دیتے ہیں بلکہ اس پانی کو اپنے

ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتے ہیں تو جو صحابہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ کب گوارہ کریں گے کہ ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم کا خون زمین پر گرے۔ اس لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے۔

صحابہ کی محبت موئے مبارک کے ساتھ

(۱) سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کچھ بال شریف ہیں جو ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں تو یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا:

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۹)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک کے بال شریف کو بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔

فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ يَدِ رَجُلٍ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۵۶)

یعنی صحابۂ کرام یہی چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو۔

(۳) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈالکر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بال شریف تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۸۷۵، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۱)

یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا اس کو شفاء ہو جاتی۔

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موئے مبارک تبرکا اپنے پاس رکھتے تھے اور حالت مرض میں اس کی برکت سے شفا پاتے تھے۔

(۴) سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال تھے اور انہوں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی جانب سل رکھے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں مجھے کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی رہی۔ (اصابہ، شفاء شریف، ج ۲، ص ۴۳)

جنگ یرموک میں موئے مبارک کی برکت

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کفار سے لڑ رہے تھے، کافروں میں سے ایک پہلوان آیا جس کا نام نسطور تھا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالی عنہ کی ٹوپی زمین پر گر گئی، نسطور پہلوان موقعہ پا کر آپ کی پشت پر آ گیا اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ پکار، پکار کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو اللہ تعالی تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی اٹھا کر آپ کو دے دی، آپ نے اسے پہن کر نسطور پہلوان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے جنگ ختم ہونے کے بعد جب آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کی کہ دشمن تو آپ کی پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگے رہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال شریف سلے ہوئے ہیں۔ جو مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے کامیاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت میرے پاس سے چلی نہ جائے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ (شفاء شریف، ج ۲، ص ۴۴)

اے ایمان والو! خوب غور کرو کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک کے بال شریف سے محبت و تعلق کا یہ عالم تھا تو خود آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے محبت و تعلق کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت: شروع اسلام میں ابھی چند لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو

کر تقریر کر رہے تھے اور اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے کہ کفار مکہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر مارا کہ آپ خون میں نہا گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ اب نہ بچ سکیں گے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آتی ہیں اور اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آ گئے تو ماں نے حال پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ ماں یہ بتاؤ کہ میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیسے ہیں؟

یعنی اپنی کوئی فکر ہی نہیں ہے اگر فکر ہے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۳۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور!

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مال کی قربانی: غزوۂ تبوک کے موقع پر محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل مال دولت اور گھر کا تمام سامان اسلام کے لئے اپنے محبوب آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کیا تو اس وقت ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور بٹن کی جگہ کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے یار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ۔ یعنی اپنے (گھر) اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔ یعنی گھر والوں کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ (ابو داؤد شریف، ج ۱، ص ۲۳۳، مشکوٰۃ، ص ۵۵۶، تاریخ الخلفاء)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق: مشہور محدث و مفسر حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر

فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی کہ اس انگوٹھی پر اللہ کا نام لا الٰہ الا اللہ کندہ کروا کے لاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش کرنے والے کے پاس گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کندہ کر دو نقش کر دو۔ اور جب لکھا گیا تو اس انگوٹھی کو لے کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور انگوٹھی کو پیش کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس بھی لکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے تم کو صرف اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھنے کے لئے کہا تھا، تم نے میرا نام اور اپنا نام بھی لکھوا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے عشق نے اور میری محبت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ کا نام پاک سے اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس جدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام پاک رہے اور محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف نہ رہے۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ لکھوایا ہے۔ مگر! خدا کی قسم! میں نے اپنا نام نہیں لکھوایا۔ اتنے میں سدرہ کے مکین حضرت جبریل امین علیہ السلام آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکر صدیق کا نام میں نے لکھا ہے۔ جب ابوبکر میرے نام کے ساتھ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام جدا نہیں کرنا چاہتے تو میں بھی ابوبکر صدیق کا نام تمہارے نام سے جدا نہیں کرنا چاہتا۔ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۸۷)

الٰہی تڑپنے، پھڑکنے کی توفیق دے

دل مرتضیٰ، سوز صدیق دے

ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ہے

صحیح بخاری میں ہے: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۷۔ مشکوٰۃ شریف، ص:۱۲)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک اس کے ماں، باپ، اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صلہ

محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ انور واقدس پر لے جانا اور سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ آپ کا دوست ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے۔ اگر روضۂ اقدس کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرب میں دفن کردینا، ورنہ جنت البقیع قبرستان میں دفن کرنا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ روضۂ انور پر لے جا کر دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے رفیق اور خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں اور آپ کے قرب میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ روضۂ مبارکہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور واطہر سے آواز آئی۔

اُدْخُلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ۔

یعنی دوست کو دوست سے ملا دو بے شک دوست، دوست سے ملنے کے لئے مشتاق ہے۔

(تفسیر کبیر، ج۵، ص:۳۶۵، جامع کرامات اولیاء، ج:۱، ص:۱۲۸، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۲۸۱)

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

اے ایمان والو! حقیقت میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کا پابند ہے، نمازی بھی، حاجی بھی ہے، غازی بھی ہے لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ نہیں ہے تو ہرگز، ہرگز وہ مومن ومسلمان نہیں ہے۔ دیکھئے منافقین نمازی بھی تھے حاجی بھی تھے، امام الانبیاء کے

بھی نماز پڑھتے تھے مگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱، ع ۲) یعنی یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔

حضرات! منافقین مؤمن کیوں نہیں! بس اس کی یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں تھی اس لئے یہ لوگ زندگی بھر بے ایمان ہی رہے اور ان لوگوں کے روزے و نماز اور حج و زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ غارت و برباد ہو گئے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

حضرات! حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اپنے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان! جنگ بدر میں، میں ابوجہل کے ساتھ تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ دوران جنگ آپ میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے آپ پر وار نہ کیا، باپ جان کر۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹا!

لَوْ اَهْدَفْتَ لِيْ لَمْ اَنْصَرِفْ مِنْكَ (تاریخ الخلفاء، ص: ۳۶)

یعنی اگر تو میری زد میں آ جاتا تو میں تیرا لحاظ نہ کرتا (یعنی میں تجھے قتل کر دیتا)، اس وقت میں تجھ کو بیٹا نہیں بلکہ دشمن رسول سمجھتا۔

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے، ماں، باپ سے اولاد سے پیارا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مسلمان کہلانے والا بشر نام کا ایک منافق تھا، اس منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا، یہودی نے منافق سے کہا اس جھگڑے کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کرائیں۔ چنانچہ مقدمہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

خدمت اقدس میں پہنچا، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملے کی تحقیق فرمائی تو حق یہودی کا ثابت ہوا تو اس کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا، باہر نکلا تو کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں، وہ جو فیصلہ کریں گے منظور ہوگا۔ دونوں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے آپ کے سامنے پوراواقعہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا: اچھا ٹھہرو میں گھر کے اندر سے آتا ہوں اور فیصلہ کردیتا ہوں۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر گئے اور تلوار لے کر آئے اور منافق کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سرتن سے جدا ہوگیا اور منافق کو قتل کردیا اور ارشاد فرمایا کہ جو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے، اس کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۲۲۸، تاریخ الخلفاء، ص:۱۲۳)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماموں کو قتل کیا

جنگ بدر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی ماموں، عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ کے لئے میدان میں آیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے مقابلہ کیا اور پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ قتل ہوگیا اور قیامت تک کے لئے یہ مثال قائم کردی کہ کنبہ، قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مقام حدیبیہ میں محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ موجود تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں قریش سے صلح کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ تو قریش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارے نبی محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے ہاں اے عثمان غنی تم آگئے ہو تو تم کو طواف کعبہ کی اجازت ہے۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کعبہ سے انکار کردیا اور فرمایا: مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طواف نہ کرلیں گے۔ (شفا شریف، ج:۲، ص:۳۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۶۱)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قدم پر غلام آزاد کیا

ایک دن کی بات ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور بڑی شاندار دعوت کا اہتمام کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلے، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کرنے لگے اور ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع معجزات، ص:۶۵)

حضرات! قرآن مجید، کلام اللہ اور حدیث شریف فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں کہیں بھی صراحتہً یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر قدم شمار کیا جائے اور ایک ایک قدم کے بدلے غلام آزاد کیا جائے۔

لیکن خلیفۂ رسول اللہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کرکے ہر قدم کے بدلے ایک، ایک غلام آزاد کیا اور کسی صحابی نے اس عمل کو بدعت و ناجائز نہ کہا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے کچھ چھینٹے نصیب فرمادے آمین ثم آمین۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت: سرچشمۂ ولایت مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ وَاللّٰهِ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَاءِ۔

(شفا شریف، ج:۲، ص:۱۸، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۲۸)

ترجمہ: یعنی خدا کی قسم آپ ہم کو اپنے مالوں، بال بچوں اور باپوں اور ماؤں سے اور پیاس کے باوجود ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت رسول میں نماز کو ترک کردیا

اے ایمان والو! جان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض فرمایا ہے۔

مگر محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت واطاعت میں اس فرض کو ترک کر دیا۔ سانپ غار ثور میں انہیں کاٹتا رہا مگر انہوں نے اپنا پاؤں نہیں ہٹایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل پڑ جائے گا۔

اسی طرح حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام صہبا میں جب آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر قضاء ہو گئی مگر آپ نے پاؤں نہیں اٹھایا اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل نہیں پڑنے دیا۔

اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت واطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جان بچانے کا فرض چھوڑ دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و اطاعت میں نماز عصر، خدا کے فرض کو ترک کر دیا مگر ان دونوں بزرگوں پر نہ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی ظاہر کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے۔ بلکہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم پر لعاب دہن لگا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفا عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سکینہ نازل فرماتا ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے محبوب خدا مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ (مشکل الآثار، ج ۳، ص ۳۸۸)

یعنی علی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں تھے پھر آقا کریم، مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر ادا فرماتے ہیں

حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اعلان کر رہا ہے کہ: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (پ ۵، رکوع ۸)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حضرات! روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ افضل اور امت میں سب سے زیادہ نیک حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الاولیاء حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اعمال اور تمام عبادات سے زیادہ افضل و اعلیٰ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی محبت: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے مشہور عاشق رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک دفعہ پاؤں سوج گیا تو آپ سے کہا گیا کہ جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کیجئے۔

فصاح یا محمداہ فانتشرت (شفاء شریف، ج:۲، ص:۱۸، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زور سے یا محمداہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کہا تو ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہنا شرک و بدعت نہیں، بلکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ہے۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے اور مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہی شخص کہتا ہے جس کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت ہوتی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمارے سینہ کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

حضرات! جب بھی عشق والفت کی بات ہوگی اور محبت کی کتاب پڑھی جائے گی تو عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک ضرور آئے گا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبت کے میدان میں اس قدر اذیتیں اٹھائی ہیں کہ آپ کے گلے میں ظالموں نے رسی کا پھندا ڈالا، ان کی مقدس پیٹھ پر اس قدر کوڑے برسائے کہ پشت مبارک لہولہان ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر کافروں نے اتنا وزنی پتھر رکھ دیا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل پڑی، پھر سخت دھوپ میں گرم گرم ریت پر زخمی پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر زمین و آسمان گواہ ہیں، خدائی گواہ ہے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ اس بے کسی و بے بسی کی حالت میں بھی کلمۂ حق لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) بلند آواز سے پڑھتے رہے اور زبان حال سے اعلان کرتے رہے کہ

میں مصطفیٰ کے جام محبت کا مست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت بلال کو محبت کا کتنا عظیم صلہ ملا: عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت آزمائش و بلاء سے گزرے مگر اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن کرم کو نہ چھوڑا۔ تو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام حاصل ہوا اور کتنا عظیم صلہ ملا کہ صحابۂ کرام آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سیدنا بلال کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت تھی۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرت زید بن عبداللہ انصاری کی محبت

صحابی رسول حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک طبیعت علیل تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرما تھے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری ملاقات کے بعد جب چلے تو آپ کی نظر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوے پر تھی تلوے کا جلوہ دیکھتے رہے اور دربار کرم سے رخصت ہوتے رہے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچ گئے مگر نگاہوں میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوے کا جلوہ سمایا ہوا تھا۔ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ اور بیٹے نے آکر یہ خبر سنائی کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔ تو حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تازہ تازہ اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم پاک کا تلوہ شریف دیکھا تھا اور وہی ان کی آنکھوں میں سمایا ہوا اور بسا ہوا تھا تو بس چیخ اٹھے اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ بَصَرِیْ حَتّٰی لَا اَرٰی بَعْدَ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ اَحَدًا (مدارج النبوت، ج ۲، ص [illegible] پ، ص ۴۳)

یعنی یا اللہ تعالیٰ میری آنکھ چھین لے یعنی مجھے اندھا کر دے۔ تاکہ میں ان آنکھوں سے اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھوں۔

چنانچہ! ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ اندھے ہو گئے۔

اس حدیث شریف کو، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حضرت خالد بن معدان کی محبت

صحابی رسول، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اتنی زیادہ محبت تھی کہ ہر وقت ان کی زبان پر آپ کا نام پاک رہتا تھا۔ آپ کی بیٹی حضرت عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے باپ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لاتے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین وانصار کے ساتھ اپنی محبت کو ظاہر کرتے اور ہر ایک کو نام لے کر یاد کرتے اور کہتے۔ هُمْ اَصْلِیْ وَفَصْلِیْ وَاِلَيْهِمْ يَحِنُّ قَلْبِیْ یعنی یہ حضرات مری اصل اور فرع ہیں اور انہیں کی جانب میرا دل میلان کرتا ہے۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۱۷، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ سوتے وقت یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا ناجائز و بدعت نہیں۔ بلکہ صحابی رسول کی سنت ہے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

باپ ناپاک، بستر پاک: ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد، ابو سفیان، صلح حدیبیہ کے موقع پر مدینہ طیبہ اپنی بیٹی سے ملنے گئے۔ تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر لپیٹ کر رکھ دیا اور کافر باپ کو بیٹھنے نہ دیا اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کافر باپ، ابو سفیان سے فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ اس لئے اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ مشرک باپ، ابو سفیان کو بیٹی کی اس بات سے بڑا رنج ہوا۔ مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں جو محبت رسول تھی اس کے لحاظ سے وہ کب برداشت کر سکتی تھیں؟ کہ بستر نبوت پر ایک مشرک ناپاک بیٹھے۔

اللہ اکبر! ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت و محبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا کیوں کہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے مگر عظمت مصطفیٰ اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

بے مثال محبت! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ جن کا نام حویصہ اور محیصہ تھا۔ ان میں سے چھوٹا ایمان لے آیا تھا اور بڑا ابھی تک ایمان نہ لایا تھا۔ چھوٹے بھائی کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بڑا فسادی تھا۔ تو بڑے بھائی نے کہا کہ تو ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ اس کا احسان ہمارے اوپر ہے۔ تو چھوٹے بھائی نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر مجھکو تیرے قتل کا حکم فرمادیں تو بھی میں دیر نہ کروں گا اور فوراً قتل کر دوں گا۔ یہ سن کر اور عجیب وغریب محبت دیکھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۵)

حضرات! دین وایمان میں مضبوط اور سخت رہنے سے دوسروں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور پلپلا اور صلح کلی بننے سے خود کا دین وایمان بھی خطرے میں رہتا ہے اور دوسروں پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔

ستون حنانہ کی محبت: مسجد کریم میں منبر کریم بننے سے پہلے کھجور کا ایک ستون تھا جسے ستون حنانہ کہتے ہیں، اس ستون سے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پشت انور لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر کریم بننے کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر پر جلوہ بار ہوئے تو ستون حنانہ زور زور سے رونے لگا۔

حَتّٰی نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہِ ۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ، ج:۱، ص:۱۲۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے اترے اور ستون حنانہ پر اپنا دست کرم پھیرا (تو اس کو سکون حاصل ہوا) اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے نیچے اترے اور ستون حنانہ کو اپنے سینے سے لگایا تو اس کو سکون حاصل ہوا اور وہ چپ ہو گیا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ستون حنانہ کو منبر کریم کے نیچے دفن کرا دیا۔ (شفا شریف، زرقانی علی المواہب، ج:۳، ص:۱۳۸)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

اسمِ پاک محمد ﷺ کے فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

آیت: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (پ۲۶،ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب
منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب
اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنیٰ: ہمارے حضور سراپا نور، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک بڑا ہی عظیم اور پیارا ہے اس کا معنیٰ ہے۔

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ۔ یعنی جس ذات کی ہمیشہ تعریف کی جائے۔

حضرات! جس ذات گرامی کی ہر جگہ اور ہمیشہ تعریف و توصیف کا خطبہ پڑھا گیا ہے اور پڑھا جاتا رہے گا، وہ نرالی شخصیت اور پیاری ذات ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ فرش پر جدھر دیکھو انہیں کے نام پاک کا چرچا ہے۔

پانچوں وقت اذانوں میں، اور خدا کی عبادت نمازوں میں ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ موجود ہے اور آسمانوں میں، جنت کی بہاروں میں، ہر سو، ہر ایک شئی میں نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جلوہ اور عرش کی بلندی پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

درود شریف:

حضور کے اسمائے مبارکہ کی تعداد: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت سے نام ہیں بہت سے علمائے کرام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ننانوے بیان کی ہے۔

اور حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ (روح البیان، ج ۷، ص ۱۸۳)

حضور کے ذاتی نام دو ہیں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذاتی نام دو ہے آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

حضرات! احمد کا معنیٰ ہے یعنی جو ذات اللہ تعالیٰ کی خوب حمد اور سب سے زیادہ تعریف بیان کرے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ذات کی تعریف و خوبی کو سب سے زیادہ اجاگر کیا اور بیان فرمایا یہی وجہ ہے: کہ آسمانوں میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے کہ جس ذات نے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کی ہے۔

وہ محبوب خدا، رسول اللہ، احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اور زمین میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہوں، امیروں کو پتہ چل جائے کہ سب سے زیادہ جس ذات کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے اور ہمیشہ بیان ہوتی رہے گی وہ ذات گرامی محبوب خدا، رسول اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا ذکر قرآن شریف میں ایک مرتبہ آیا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط (پ۲۸،ع۹)

ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے اس کا نام احمد ہوگا۔

اور! نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا تذکرہ چار مرتبہ ہوا ہے۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (پ۴،ع۶)

(۲) مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (پ۲۲،ع۲)

(۳) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔ (پ۲۶،ع۱۲)

(۴) وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔(۲۶،ع۵)

خدا نے آقا کریم کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھا

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام ماں، باپ، دادا، دادی استاذ و پیر و مرشد وغیرہ رکھتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خود خدائے تعالیٰ نے رکھا ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تو اس امت کے سردار کی ماں ہے جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھنا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۰۳)

اور! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خلق (یعنی تمام کائنات) کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے رکھا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۰۷)

نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت

(۱) اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ ! لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا يُّسَمّٰى بِاسْمِكَ فِی النَّارِ۔

(سیرت حلبیہ، ج:۱،ص:۱۳۵، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۱۶۳، انوار محمدیہ ص۳۶۹)

ترجمہ: یعنی (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس کو دوزخ میں عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپ کے نام (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر ہوگا۔

نام پاک کی برکت سے کبھی فاقہ نہیں ہوگا

(۲) اہل مکہ کہتے ہیں: مَا مِنْ بَيْتٍ فِيهِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا نَمٰى وَرُزِقَ وَرُزِقَ جِيْرَانُهُمْ۔
ترجمہ: یعنی جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو تو اس گھر میں خوب برکت ہوگی اور رزق زیادہ ملے گا اور اس کے پڑوسی کو بھی۔ (شفاء شریف، ج:۱،ص:۱۰۵)

(۳) ایک روایت میں ہے کہ جس گھر یا مجلس میں محمد نام کا شخص ہو، وہ گھر اور مجلس بابرکت ہو جاتی ہے۔
(کشف الغمہ، ج:۱،ص:۲۸۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفاعت فرمائیں گے

مشہور عاشق رسول حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ہر کرا نام محمد بود۔ آں حضرت اورا شفاعت کند و در بہشت در آرد۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۶۲)
ترجمہ: یعنی جس کا نام محمد ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کی شفاعت کر کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

نام پاک کی برکت سے لڑکا پیدا ہوا اور زندہ رہے

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ لَهُ ذُوْ بَطْنٍ فَاَجْمَعَ اَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا رَزَقَهُ اللّٰهُ غُلَامًا، وَمَنْ كَانَ لَا يَعِيْشُ لَهُ وَلَدٌ فَجَعَلَ اللّٰهَ عَلَيْهِ اَنْ يُسَمِّيَ الْوَلَدَ الْمَرْزُوْقَ مُحَمَّدًا عَاشَ۔ (روح البیان شریف، ج:۷،ص:۱۸۳، مدارج النبوۃ،ص:۳۲)
ترجمہ: یعنی جس کی بیوی حاملہ ہو اور بچہ کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا عطا کرے گا اور جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ارادہ کرلے کہ وہ ہونے والے بچہ کا نام محمد رکھے گا تو اس کا بچہ زندہ رہے گا۔

جس کا نام محمد ہے قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا

شاہ طیبہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جس نے نام رکھا تو اس نام پاک کی برکت سے وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ اَلَا لِیَقُمْ اِسْمُہٗ مُحَمَّدٌ فَلْیَدْخُلِ الْجَنَّۃَ لِکَرَامَۃِ اِسْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (شفا شریف، ج:۱،ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی جب قیامت کا دن ہوگا تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) ندا کرنے والا یہ ندا کرے گا خبردار وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا نام محمد ہے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت وکرامت سے۔

ایک گھر میں زیادہ سے زیادہ محمد نام والے ہونا چاہئے

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ جس گھر میں ایک شخص کا نام محمد ہے تو کیا دوسرے کا نام بھی محمد ہی پر رکھے تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَا ضَرَّ اَحَدَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ بَیْتِہٖ مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَۃٌ (شفا شریف، ج:۱،ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی تم کو کوئی نقصان نہیں کہ تمہارے گھر میں ایک نام کا محمد ہو یا دو نام والے محمد ہوں یا تین نام والے محمد ہوں۔

حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی، نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے

حضرات! جس ذات گرامی کے سبب حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مرتبے سے مشرف ہوئے تھے وہی ذات پاک ان کی توبہ کے قبول ہونے کا باعث بنی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے روئے زمین پر تشریف لائے تو تین سو برس تک رو، رو کر توبہ واستغفار کرتے رہے اور ندامت کی وجہ سے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔

اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

قَالَ یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَاغَفَرْتَ لِیْ۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب تعالیٰ میں تجھ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) تو نے (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا نہیں کیا (اس دنیا میں) تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب تعالیٰ جب تو نے

مجھ کو پیدا فرمایا اور مجھ میں روح ڈالی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش اعظم کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تو میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ وَاِذَا سَاَلْتَنِيْ بِحَقِّهٖ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۶۳ ، در منثور، المستدرک للحاکم، ج:۲، ص:۶۱۵ ، روح البیان، ص:۲۳۰، ماخوذ)

یعنی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے بالکل سچ کہا بے شک وہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تم کو بخش دیا اور اگر وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا ہی نہیں کرتا۔

مشہور محدث حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا اٰدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِيْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ (زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۶۳)

یعنی اے آدم علیہ السلام اگر تم (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا نام لے کر تمام زمین و آسمان والوں کی بخشش مانگتے تو ہم سب کو بخش دیتے اور تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

اے ایمان والو! حدیث طیبہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک اس قدر محبوب و مقبول ہے کہ جس نے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیا اس کا بیڑا پار ہو گیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی دعا مقبول ہو گئی۔

ہمارے مرشد اعظم مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط، غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

درود شریف:

عرش پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں رَاَیْتُ عَلٰی اَقْوَامِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔

یعنی میں نے دیکھا کہ عرش اعظم کے ستونوں پر لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۶۳، المستدرک حاکم، ج:۲، ص:۶۱۵)

جنت کی ہر چیز پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا دیکھا، جنت کے ہر محل و چپارہ پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نظر آیا، جنت کی حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَعَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَیْنَ اَعْیُنِ الْمَلٰئِکَةِ۔ یعنی اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں لکھا پایا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۷)

ہر آسمان پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہے

ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج مَامَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ بِهَا مَکْتُوْبًا۔ یعنی میں جس آسمان سے گزرا سب پر میں نے اپنا نام لکھا پایا (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۳۱۱)

حضرات! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کو خدا کریم نے فرش سے عرش تک اور دنیا سے جنت تک بلند کیا اور ہر شئے پر لکھا بھی اس لئے ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے صبح سے شام تک، رات و دن یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی صدا لگاتے رہیں اور پکارتے رہیں۔

حشر تک ڈالیں ہم پیدائش مولی کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

درود شریف:

نام مبارک چومنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان پڑھی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے جب اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو (چوم کر) اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور پڑھا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالی علیک والک وسلم) جب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان دے چکے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کرے گا جیسا میرے ابوبکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے کیا ہے تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج: ۷، ص: ۲۲۹)

حضرات! نام محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم چوم کر آنکھوں پر لگانے والے بڑے ہی خوش نصیب ہوتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

لہذا! ثابت ہوا کہ جنت میں جانے والے ہی انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

نام مبارک چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِيْ

اَلْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا ۔ یعنی جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۲۲۹)

یااللہ تعالیٰ! محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ بنادے۔ آمین ثم آمین۔

نام مبارک کی برکت سے دوسو برس کا گنہگار بخشا گیا

حضرت علی بن برحان الدین حلبی اور حضرت ابونعیم احمد بن عبداللہ اور حضرت علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ۔

بنی اسرائیل میں ایک بڑا گنہگار تھا جس نے دوسو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو نجس وگندگی کی جگہ پر پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اس شخص کو وہاں سے اٹھا کر لاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو اور دفن کرو۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص بڑا ہی گنہگار تھا، دوسو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے لیکن اس کی عادت تھی۔

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰی عَيْنَيْهِ وَصَلّٰی عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ ۔

ترجمہ: یعنی جب وہ توراۃ شریف کھولتا اور (میرے محبوب کے) نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھتا۔ اس لئے میں نے اس کو بخش دیا۔ اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیا۔ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۸۰، حجۃ اللہ علی العالمین، مدارج النبوۃ، ص:۸۳)

حضرات! حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک کو چومنے سے آدمی گنہگار نہیں ہوتا ہے بلکہ نام مبارک چومنے کی برکت سے دوسو سال کا گنہگار جنتی اور مقبول بارگاہ خدا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہا مشکل آسان ہوگئی

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخاری الادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اسے یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ یَامُحَمَّدُ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)۔ (بخاری، الادب المفرد، ص ۳۲۲، مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۱۸)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پکارا یا محمد، صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

آنکھیں روشن ہوگئیں: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھیں روشن فرما دے، تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (ابن ماجہ، ص ۱۰۰، ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! یہ وہ دعا ہے جو حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی اور اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا سبق دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے وقت میری ذات کا وسیلہ اور میرے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرما لیتا ہے۔

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ یا محمد، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا یہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظاہری زمانے میں تھا، اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اس لئے اب نہیں کہہ سکتے۔ (معاذ اللہ) ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عثمان غنی کے زمانے میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہا

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبرانی شریف کی حدیث کو نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کام تھا مگر وہ توجہ نہ فرماتے تھے۔ اس نے اپنی

پریشانی کا ذکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے وہی دعا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تعلیم فرمائی تھی، اس شخص کو سکھا دی اور کہا کہ دو رکعت نفل نماز ادا کر کے یہ دعا پڑھو، تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پریشان شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر خلیفۂ وقت امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس سے پہلے تو آپ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے مگر آج دعا کا یہ اثر ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، اس سے اس کی حاجت و ضرورت دریافت کی اور اسے پورا فرمایا۔ اور دعا کی یہ برکت تھی کہ پھر فرمایا کہ تمہیں ہم سے جب بھی کوئی کام ہو تو آ جایا کرو۔ اس کے بعد وہ شخص وظیفہ بتانے والے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کی بتائی ہوئی دعا سے میرا کام بن گیا۔ (جذب القلوب، ص:۲۱۹)

حضرات! محبوب خدا محمد، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارا۔

نام مبارک کا ادب: سلطان محمود غزنوی نے ایک روز اپنے وزیر خاص کے بیٹے محمد سے کہا: اے ایاز کے بیٹے پانی لا۔ حضرت ایاز جو ولی صفت وزیر تھے، جب انہوں نے بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو متفکر ہوئے کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، غلطی سرزد ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناراض ہیں جو آج میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں بلایا بلکہ ایاز کا بیٹا کہا۔ بہر حال حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان ہو گئے۔ بادشاہ نے حضرت ایاز کے پریشانی کی وجہ معلوم کی تو حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ بادشاہ معظم! آج آپ نے میرے بیٹے کو بلایا تو نام لے کر نہیں بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔ مجھے فکر ہوئی کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، گستاخی ہو گئی ہے تو سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا۔ اے ایاز! میں تمہارے بیٹے سے ناراض نہیں ہوں بلکہ معاملہ یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کا نام محمد ہے اور جس وقت میں نے اسے بلایا تھا تو اس وقت میرا وضو نہیں تھا۔

مرا شرم آمد کہ لفظ محمد بر زبان من گزرد وقت کہ بے وضو باشم: یعنی مجھے شرم آئی کہ بے وضو لفظ محمد زبان پر لاؤں۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۱۸۵)

حضرات! حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ و وزیر

دونوں نیک اور ولی ہیں، معلوم ہوا کہ جو جتنا ہی نیک و صالح ہوتا ہے وہ اسی قدر نام مبارک کا ادب و احترام کرتا نظر آتا ہے۔ اور جب ان کے دل میں نام مبارک کا اتنا ادب و محبت ہے تو خود محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکت کے ادب و محبت کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی روایت: عاشق رسول محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے سلطان البغداد، فرد الافراد، قطب الاقطاب ابوالشیخ، ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، ان کی خدمت میں کھڑے ہوگئے، حاضرین مجلس نے عرض کی کہ محمد عبدالحق سلام عرض کرتا ہے تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ سے معانقہ فرمایا یعنی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے چمٹا کر گلے لگالیا اور ارشاد فرمایا کہ عبدالحق تم پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بشارت و خوش خبری اس نام مبارک کی برکت سے ہے کیونکہ میرا نام محمد عبدالحق ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۹۳)

حضرات! ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام مبارک کا کتنا ادب کیا کہ نام مبارک سن کر باادب کھڑے ہوگئے اور اس نام والے سے معانقہ فرمایا اور جنت کی بشارت بھی دی۔ یہ ہیں نام مبارک کی برکتیں اور اس کی رحمتیں۔

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں عاشق رسول بنا کر زندہ رکھے اور ادب والوں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے ساتھ میں آپ حضرات سے رخصت ہو رہا ہوں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
نہیں دو جہاں سے بھی میرا جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۲﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ...پہلا بیان

مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی آمد

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط (پ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات! عاشق مدینہ مجدد اعظم دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، امام عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کئی طرح کے فتنے پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ فتنے کھلے ہوئے تھے اور کچھ فتنے اسلامی لباس میں تھے۔ وہ شہد دکھاتے تھے اور زہر پلاتے تھے۔

اس دور میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات انور پر مختلف انداز سے حملے کئے جارہے تھے جس کا مطمع صاف طور پر یہ تھا کہ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان کم کردی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک عام بشر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش ہورہی تھی، کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے علم غیب پر انگلیاں اٹھائی جارہی تھیں، کبھی بارگاہ ایزدی میں آپ کی وجاہت وعظمت پر پردہ ڈال کر شفاعت رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا انکار کیا جارہا تھا، کبھی آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے علم پر شیطان کے علم کی برتری ثابت کرنے کی مذموم جسارت کی جارہی تھی اور حد تو یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے حوالے سے امکانِ کذب یعنی اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ) ایسے گندے اور ناپاک عقیدے پھیلائے جارہے تھے۔ مسلمان طرح طرح کے وہم وشک میں مبتلا ہوتا ہوا نظر آرہا تھا۔

ایسے فتنوں اور پراگندہ ماحول میں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا معجزہ اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت بن کر ایمان واسلام کے تحفظ کے لئے امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ جلوہ گر ہوئے۔

اللہ تعالی کی عطا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی عنایت اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نظرِ ولایت سے اور اپنے مرشدانِ عظام کی دعاؤں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کو پچاس سے زائد علوم وفنون پر کامل ملکہ حاصل تھا اور آپ نے ایمان واسلام اور مسلمانوں کے سچے عقیدے کی حفاظت کی خاطر ایک ہزار سے زیادہ تقریبا چودہ سو کتابیں تحریر فرمائیں۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

اے امام احمد رضا! تمہاری تربت پر شام وسحر رحمت ونور کا ساون برسے۔ تمہارے قلم کی روشنائی نے شہیدوں کے لہو کی طرح باغ اسلام کو ہرا بھرا بنادیا۔ تم نے بدعقیدگی کے آندھیوں کے مقابلے میں عشق کا چراغ جلایا اور زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام وایمان کی بقا کے لئے وقف کردیا۔

اے اہل سنت کے محسن! تم نے حق وباطل کے درمیان اتنی واضح اور ظاہر لکیر نہ کھینچ دی ہوتی تو آج بد عقیدگی اور گمراہی کے امنڈتے ہوئے خطرناک سیلاب میں مومنوں اور مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

کیا معلوم ہم اہل سنت کس ضلالت وبدعقیدگی اور جہنمی راہ پر بھٹکتے ہوتے ہمارا دین وایمان آپ کا مرہونِ منت ہے

(۲) جو دین ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ نے دیا تھا۔ اس دین کی حفاظت وصیانت اچھے رضا، پیارے رضا امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے کی ہے۔

اے اہل سنت کے امام! اللہ تعالی غافر وقدیر تمہاری خواب گاہ کو رحمتوں کے پھول سے بھردے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

امام احمد رضا مجدد اعظم: صحیح حدیث شریف میں ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۲۴۱)

یعنی ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کردے۔

مشہور عالم باعمل حضرت مولانا الشاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

اسلامی بولی میں مجدد اسے کہتے ہیں جو امت کو بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمادے، فقہ و کلام کے الجھے ہوئے معرکۃ الآراء مسائل کو سلجھادے، اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعہ اعلاء کلمۃ الحق فرما کر باطل اور اہل باطل کی جھوٹی شوکت کو مٹادے۔

حدیث شریف کی رہنمائی کے مطابق جب ہم چودھویں صدی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مجدد نظر آتا ہے جو چودھویں چاند کی طرح اپنی شانِ مجددیت میں درخشاں اور تاباں ہے۔ فضل و کمال کے ساتھ ہر ایک علم میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دین کے اس مجدد کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کے سامنے عرب و عجم حل و حرم کے بڑے بڑے علماء نے سر نیاز خم کئے جس کے علمی دبدبے سے ایشیا کے فلاسفہ لرزتے رہے۔ اس عظیم المرتبت مجدد کا پیارا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا ہے جو اسلامی دنیا میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے نام سے مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعن اہل السنۃ والجماعۃ۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۵)

اے امام اہلسنت تاجدار علم و فن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سرو چمن

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے خاندان کا مختصر خاکہ

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۲) بن حضرت مولانا نقی علی خاں (۳) بن مولانا رضا علی خاں (۴) بن مولانا حافظ کاظم علی خاں (۵) بن مولانا شاہ محمد اعظم خاں (۶) بن حضرت محمد سعادت یار خاں (۷) بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱) حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندھار (ملک افغانستان) کے باعظمت قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان

تھے۔ حکومتِ مغلیہ کے زمانے میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لائے، اس وقت آپ شش ہزاری عہدے پر فائز تھے۔ دربار شاہی سے آپ کو شجاعتِ جنگ کا خطاب ملا۔

(۲) حضرت محمد سعادت یار خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کو حکومت مغلیہ نے ایک جنگی مہم سر کرنے کے لئے روہیل کھنڈ بھیجا، فتحیابی کے بعد فرمانِ شاہی پہنچا کہ آپ کو اس علاقہ کا صوبہ دار بنایا گیا ہے۔ لیکن اس وقت آپ بستر وصال پر تھے اور سفرِ آخرت کی تیاری فرما رہے تھے۔

(۳) حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی تشریف فرما ہوئے، کچھ دن حکومت کے عہدۂ وزارت پر فائز رہے پھر امور سلطنت سے بالکل الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے آپ نے ترک دنیا فرما کر شہر بریلی کے محلہ معماران میں اقامت اختیار فرمائی، وہیں آپ کا مزارِ پاک بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا شمار صاحب کرامت اولیاء میں ہے۔

(۴) حضرت مولانا حافظ کاظم علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے اس زمانے میں یہ عہدہ آج کل کے ڈی۔ ایم کے منصب کا قایم مقام تھا۔ دوسو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی، آپ کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے تھے۔

(۵) قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے بے مثل عالم اور ولی کامل گزرے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقیری و درویشی کا رنگ غالب آگیا ورنہ آپ سے پہلے بزرگوں کا یہ عالم تھا کہ شروع میں امور سلطنت کے عہدوں پر فائز رہتے پھر آخر میں اس سے الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے لیکن یہ سلسلہ قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے ختم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے دنیوی حکومت کا کوئی عہدہ اختیار نہ فرمایا اور ابتدا ہی سے زہد و تقویٰ، فقر و تصوف کی زندگی گزاری۔ آپ کی ذات گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئی ہیں

(۶) حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، بے مثل مناظر، بے نظیر مصنف گزرے ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب خدا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی و خدمت اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت و شدت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۸۲)

حضرات! مذکورہ خاندانی حالات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباء و اجداد میں اکثر عالم و فاضل، حافظ و قاری مفتی و محدث، ولی و قطب تھے تو اس حقیقت کے بعد یہ کہنا بجا ہوگا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی عالم و فاضل، مفتی و محدث، ولی و قطب تھے۔

اعلیٰ حضرت کی ولادت: اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت با سعادت ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام المختار ہے۔ جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا۔

خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت کی سن ہجری اس آیتِ کریمہ سے نکالا ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (پ۲۸، ع۴)

۷۲ ۱۲ھ

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا، اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت کرے گا ان سے بیزار ہو کر ناتا توڑ الگ رہے گا ان سے میل جول، دوستی نہ رکھے گا تو اس کے لئے وعدۂ الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان نقش فرما دے گا اور اس کو اپنی مدد خاص سے نوازے گا۔ اپنے اور غیر سب جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ گرامی خدا اور رسول کے مخالفوں اور دشمنوں سے نفرت کرنے اور بے زار رہنے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہوگا اور درست ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے چنانچہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر لکھا ہوگا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۸۸)

حضرات! میرے آقائے نعمت مجدد اعظم دین و ملت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تن من دھن سب کچھ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فدا اور قربان تھا۔

خود فرماتے ہیں:

مُرا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے سچے عاشق خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا۔

خدا ایک پر ہو تو ایک پر محمد
اگر قلب اپنا دوپارہ کروں میں

(جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

والد گرامی کا خواب! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور اپنے والد ماجد، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب بیان کیا جس کی تعبیر میں قطب الوقت نے ارشاد فرمایا کہ۔

خواب مبارک ہے۔ بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پشت سے ایک ایسا صالح فرزند پیدا کرے گا جو علوم کے دریا بہادے گا اور اس کی شہرت مشرق ومغرب میں پھیلے گی۔

جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گود میں اٹھالیا، پیار کیا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا اس کے چشمۂ عرفان سے ایک دنیا سیراب ہوگی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۲)

حضرات! بچپن میں ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر سعادت کے آثار نمایاں تھے اور حقیقت بیں نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ جو بچہ ابتداء ہی اتنا ہونہار اور ارجمند ہے۔ خدائے تعالیٰ کی عطا و بخشش سے علم وفن کا دریا بہائے گا اور کرامت و بزرگی کا آفتاب بن کر چمکے گا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

اعلیٰ حضرت کے دادا جان قطب الوقت تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند یافتہ عالم وفاضل، مفتی ومحدث تھے۔ آپ کے خداداد علم وفضل کی شہرت اطراف وزمان میں ہوئی۔

قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر و تصوف میں کامل مہارت رکھتے تھے، آپ بہت پر اثر وعظ فرماتے تھے، آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں، خصوصاً فصاحت کلام، زہد و قناعت، سلام کی سبقت، علم و تواضع، تجرید و تفرید کو آپ کی خصوصیت میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ (ذکر رضا، ص:۲۷)

قطب الوقت حضرت رضا علی خاں کی کرامت

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مشرکین کے تیوہار ہولی کے دن قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ احباب کے ہمراہ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ مکان کے اوپر سے ایک عورت نے آپ پر رنگ پھینک دیا، آپ نے چھت کے اوپر نظر ڈالی اور ارشاد فرمایا، اے اللہ تعالیٰ اس نے مجھے رنگا ہے تو اس کو رنگ دے۔ ساتھ والے سمجھے کہ ابھی عورت مکان کے اوپر سے گرے گی اور خون میں رنگ جائے گی مگر اللہ کے ولی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تاثیر کچھ اور تھی، ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ اس طرح زمانے نے اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی قطب الوقت کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات کو پوری فرمادی اور اس عورت کو اسلام و ایمان کے حقیقی رنگ میں رنگ دیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرات! مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم و فاضل، مفتی و محدث اور مشہور زمانہ ولی اور باکرامت قطب تھے۔

تو اب یہ کہنا بجا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھرانہ ولایت و قطبیت اور کرامت و روحانیت کا گھرانہ تھا۔

اعلیٰ حضرت کے والد مستجاب الدعوات تھے: حامی سنت، ماحی بدعت، رئیس الفضلاء، حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی فہم و فراست کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمادیتے، وہی ظہور میں آتا۔ (ذکر رضا، ص:۲۷)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی کو اللہ تعالیٰ نے مستجاب الدعوات بنایا تھا یعنی آپ جو دعا فرماتے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول عطا فرماتا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو محبوب

ومقبول بناتا ہے تو اس کو ولایت کا عظیم منصب عطا فرماتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جاتا ہے تو اس کی دعا کو قبولیت کے شرف سے سرفراز فرماتا ہے تو ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث و فقیہ اور ولی کے فرزند تھے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بسم اللہ خوانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ خوانی کے وقت اپنے استاذ محترم سے اس قدر اونچے سوالات کئے کہ استاذ محترم دنگ رہ گئے اور جواب نہ دے سکے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت موجود تھے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات سن کر جوشِ محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے دعائیں دیں اور سارے سوالوں کا تسلی اور تشفی بخش جواب عطا فرمایا اور باتوں ہی باتوں میں اسرار و حقائق، رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و دماغ میں بچپن ہی سے پیدا فرمادی۔ جس کا اثر بعد میں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت اگر شریعت میں سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔ ملخصاً (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۹۔۹۰)

خوب فرمایا عالم باعمل خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم حضرت مولانا نعیم الدین صاحب صدیقی رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

رسمِ بسم اللہ میں تھا کس قدر اونچا سوال
محوِ حیرت انجمن تھی واہ یہ نوری ذہن

درود شریف:

ناظرہ ختم کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا ناظرہ ختم کیا۔

آپ کی تقریر و تعلیم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ سال کی عمر میں ماہِ مبارک ربیع الاول شریف کی تقریر منبر پر رونق افروز ہو کر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں ذکرِ میلاد شریف پڑھا،

آپ نے اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان و منشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیس علوم پڑھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۲)

اعلیٰ حضرت فارغ التحصیل ہوئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء کو عالم و فاضل، مفتی و محدث ہو کر فارغ التحصیل ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۳)

اعلیٰ حضرت کا پہلا فتویٰ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم و فاضل، مفتی و محدث بن کر فارغ التحصیل ہوئے اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا، والد ماجد نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کر دی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۳)

اعلیٰ حضرت کے استاذ طریقت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم طریقت حضرت مرشد برحق استاذ العارفین حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ مرشد برحق کے وصال کے بعد بھی بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم تکسیر و ابتدائی علم جفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل فرمایا۔

شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبد العلی رامپوری علیہ الرحمہ سے پڑھا پھر فضل ربانی و فیض نبوی نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے بغیر پڑھے محض خداداد بصیرت نورانی سے ۵۹ علوم و فنون پر دسترس حاصل فرمائی اور ان کے شیخ و امام ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کے خزانے کو سمجھنا ہے اور تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو معروف عالم باعمل، ولی کامل، فنافی الرضا حضرت مولانا الشاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معتبر و مستند کتاب سوانح اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کیجئے۔

اعلیٰ حضرت کی ذہانت: مولوی احسان حسین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں عربی کی ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قبلہ کا ہم سبق رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی خداداد ذہانت کا حال یہ تھا کہ استاذ سے کبھی چوتھائی کتاب سے زیادہ نہیں پڑھا، کتاب کا ایک چوتھائی حصہ استاذ سے پڑھ لینے کے بعد بقیہ پوری کتاب از خود پڑھتے اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۶)

اعلیٰ حضرت کے بچپن کے حالات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی میں تقویٰ، طہارت اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے استاذ کو سلام سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے زمانہ میں جو مولوی صاحب آپ کو پڑھایا کرتے تھے، ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا، جیتے رہو۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے مولوی صاحب سے فرمایا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو بہت دعائیں دیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۰)

اعلیٰ حضرت کا ادب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ بغداد شریف کدھر ہے۔ پھر اس وقت سے دم آخر تک کبھی بھی بغداد شریف کی جانب پاؤں نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۰)

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

اعلیٰ حضرت کو مجذوب بزرگ بھی عزت دیتے تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ بریلی شریف کی ایک مسجد میں مجذوب بزرگ حضرت بشیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے تھے، جو شخص ان کے پاس ملنے جاتا اسے برا بھلا کہتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاقات کا شوق پیدا ہوا، ایک دن آپ ان کے پاس چلے گئے اور جا کر فرش پر (یعنی ان کے سامنے زمین پر) بیٹھ گئے، وہ مجذوب بزرگ پندرہ بیس منٹ تک تو غور سے آپ کو دیکھتے رہے اور پھر وہ مست و مجذوب بزرگ آپ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے کہ تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں ان کا پوتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا، ''جبھی'' پھر فوراً اٹھے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں تشریف رکھئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

حضرات! دین وسنیت کی حفاظت و پاسبانی کی جو روایات آپ کی ذات سے وابستہ ہیں ان کا آغاز بھی بچپن ہی سے ہو چکا تھا، جبھی تو ایک مست و مجذوب بزرگ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت وقدر کرتے ہوئے زمین سے اٹھا کر چارپائی کے اوپر بٹھاتے نظر آرہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور رمضان کا روزہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا زمانہ تھا، آپ کے پہلے روزے کے افطار کی تقریب بنائی جارہی تھی، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی، جس کی وجہ سے والدِ گرامی آپ کو ساتھ لے کر ایک کمرے میں تشریف لے گئے جہاں فیرنی کے پیالے چنے ہوئے تھے حضرت والد ماجد نے فرمایا: لو کھالو!

اعلیٰ حضرت نے عرض کی میرا تو روزہ ہے، کیسے کھالوں۔ والدِ محترم نے فرمایا: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، کسی کو خبر نہ ہوگی، چپکے سے کھالو! اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہیں۔

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، کمرہ کھول کر آپ کو باہر لے آئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بچپن میں معرفتِ حق تعالیٰ کی یہ شان تھی تو جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجدد کا منصب عالیہ عطا فرمایا ہوگا تو اس وقت معرفت رب تعالیٰ کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تدبیر سے پہلے
خدا بندے سے پوچھے خود بتا تیری رضا کیا ہے

اعلیٰ حضرت نے ساڑھے تین سال کی عمر میں عربی میں گفتگو کی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے، دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ پھر اس بزرگ ہستی کو کبھی نہ دیکھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۵)

اعلیٰ حضرت زیر پڑھتے اور استاذ زبر پڑھاتے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن کے زمانہ میں استاذ گرامی سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھ رہے تھے استاذ محترم بار بار زبر پڑھاتے مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر پڑھتے تھے۔ اس وقت آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور دیکھ رہے تھے، حضرت دادا جان نے قرآن مجید دیکھا تو واقعی کاتب نے غلطی سے زیر کی بجائے زبر لکھ دی تھی۔

دادا جان نے فرمایا، جس طرح استاذ صاحب پڑھاتے تھے تم اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، میں چاہتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں جیسا استاذ محترم پڑھاتے ہیں مگر زبان پر قابو نہ تھا۔ دادا جان قطب الوقت نے فرمایا خوب! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔ استاذ محترم نے فرمایا کہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا در اصل کاتب نے غلط لکھ دیا تھا اور خود اپنے دستِ اقدس سے تصحیح فرمادی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۳)

استاذ نے کہا: **احمد رضا تم انسان ہو یا جن۔** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد قابلیت وذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاذ سے جو سبق پڑھتے تو ایک دو بار دیکھ کر کتاب بند کر دیتے، مگر جب استاذ سبق سنتے تو لفظ بلفظ سنا دیتے۔ یہ حالت دیکھ کر استاذ سخت متعجب ہوتے۔ ایک دن استاذ معظم نے کمرہ بند کیا اور کہنے لگے کہ احمد رضا! سچ سچ بتاؤ کہ تم انسان ہو یا جنات؟ مجھ کو پڑھانے میں دیر لگتی ہے اور تمہیں یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت کو سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت مولانا عبد العلی رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سے شرح چغمینی شروع کی تھی کہ والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس میں اپنا وقت کیوں صرف کرتے ہو۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ یہ سب (علوم) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کرم ہے۔ (یعنی مجھ کو سارے علوم سکھانے والے میرے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں)۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۷)

حضرات! یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا جواب پوری دنیا مل کر نہیں لاسکتی، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب امتی احمد رضا کو سکھایا اور پڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تعلیم دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو پڑھایا تو اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی جواب نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکھائے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا چودھویں صدی میں کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کے علم کی شان، بہت ہی کم لوگ ہیں جو نقش مثلث یا مربع مشہور قاعدہ سے بھرنا جانتے ہیں۔ پوری چال سے نقوش کی خانہ پُری کرنے پر تو شاید دو چار حضرات کو عبور حاصل ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک شاہ صاحب ملے جن کا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دورانِ گفتگو مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ جناب نقشِ مربع کتنے طریقہ سے بھرتے ہیں؟ شاہ صاحب نے بڑے فخر کے انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے۔ پھر ان شاہ صاحب نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں۔ مولانا بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت نے بتایا کہ الحمد للہ میں نقش مربع کو گیارہ سو باون طریقے سے بھرتا ہوں۔ شاہ صاحب سن کر محو حیرت ہو گئے اور پوچھا کہ مولانا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور پر نور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش مربع کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا دو ہزار تین سو طریقے سے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۳)

والد ماجد فرماتے ہیں تم مجھے پڑھاتے ہو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک دن اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت کا مطالعہ کر رہے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر سے گزرا۔ اعلیٰ حضرت نے کتاب مذکور کے حاشیہ پر اپنا ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا۔ پھر جب اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لئے حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا کی نگاہ اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے حاشیہ پر پڑی تو دیکھ کر ان کو اس قدر مسرت ہوئی کہ والد ماجد اٹھے اور اعلیٰ حضرت کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرمایا: احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو، بلکہ تم مجھ کو پڑھاتے ہو۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۷)

اعلیٰ حضرت کو علم لدنی تھا: وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی ریاضی کا ایک مسئلہ معلوم کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بریلی شریف تشریف لے گئے تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وائس چانسلر صاحب سے کہا کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بہت ہی با اخلاق اور منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے ہیں، باوجودیکہ کسی سے یہ علم پڑھا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو علم لدنی تھا۔

حضرت مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وائس چانسلر صاحب کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تھوڑی سی صحبت نصیب ہوئی تو اس کی برکت سے وائس چانسلر نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔
ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۶)

اے ایمان والو! ہم سنیوں کے امام مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے دنیا، جہان کا علم رکھنے والا علیگڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر گناہ و خطا سے توبہ کر کے نیک و سنت والی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرات! غریب و سادہ لوگوں کو متاثر تو ہر کوئی کر سکتا ہے مگر پڑھے لکھے لوگوں کو متاثر کر دینا اور وہ بھی بہت بڑی یونیورسٹی کے سب سے بڑے عہدے پر فائز رہنے والے وائس چانسلر کو اپنی نیک و پاک صحبت سے متاثر کر کے اس کی زندگی کو بدل دینا یقیناً یہ کام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے قطب الارشاد مجدد اعظم ہی کا ہو سکتا ہے ورنہ اس دور

میں اکثر و بیشتر دیکھنے میں آرہا ہے کہ بڑے گھرانے کے پیرو مرشد کہلانے والے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بڑے بڑے منصب و عہدے والوں کو متاثر کر دینا تو دور کی بات رہی بلکہ خود ان کی بگڑی ہوئی زندگی سے متاثر ہو کر دنیا دار بنتے نظر آرہے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

اعلیٰ حضرت جیسا عالم دو سو سال میں نظر نہیں آیا

حقیقت یہ ہے کہ دین کے مجدد کے لئے قرآن و حدیث کے علوم میں جس قدر عبور کی ضرورت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن و حدیث میں عبور عطا فرمایا تھا۔ الغرض اعلیٰ حضرت کا علمی پایہ اتنا بلند ہے کہ جلیل القدر علماء فرماتے تھے کہ گزشتہ دو صدی یعنی دو سو سال سنہ ۱۲۰۰ھ تا سنہ ۱۴۰۰ھ کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۰۸)

اعلیٰ حضرت کے پڑوسی ایک حاجی صاحب کا بیان

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حاجی محمد شاہ خاں صاحب جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے کچھ فاصلے پر ان کا مکان تھا اور حاجی محمد شاہ صاحب بڑے دولت مند اور زمیندار شخص تھے، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جھاڑو لگا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے جب حاجی صاحب کو جھاڑو لگاتے ہوئے دیکھا تو ہماری غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ایک بوڑھا دین دار اور زمیندار شخص جھاڑو لگائے اور ہم لوگ دیکھتے رہیں۔ ہم لوگوں نے چاہا کہ یہ خدمت ہم انجام دیں۔ مگر بوڑھے زمیندار حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ اپنے پیرو مرشد کے آستانۂ عالیہ کی جاروب کشی کروں اور حاجی محمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں عمر میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا ہوں، ان کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا اور مرید ہوا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے مگر میں نے انہیں بچپن ہی سے تقویٰ، طہارت میں بے مثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۵)

حضرات! زمانے بھر میں پیرو بزرگ بن کے پھرنا اور بات ہے، کمال تو جب ہے کہ گھر اور محلے کے لوگ پیرو بزرگ مان لیں۔ میرے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح

پوری دنیا کی محبت واحترام کی نگاہ میں پیرو بزرگ اور مجدد تھے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ گھر اور محلے والوں اور شہر والوں میں بھی پیرو بزرگ اور مجدد جانے اور مانے جاتے تھے۔

اسی لئے گھر والے اور شہر والے اور پوری دنیا والے پکار اٹھے۔

رہبر راہِ شریعت سیدی احمد رضا
مرشد راہِ طریقت سیدی احمد رضا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کی بیعت وخلافت اور احترام نسبت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اُوْلٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط (پ ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء میں ہوئی اور آپ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء میں تقریباً بائیس سال کی عمر شریف میں اور آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارہرہ شریف میں حضور پرنور سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ اسی وقت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور! آپ کے یہاں ایک طویل زمانہ تک بامشقت مجاہدات وریاضات کرانے کے بعد خلافت واجازت دی جاتی ہے مگر آپ نے ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت واجازت بھی عطا فرمادی تو حضرت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں، اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ اور ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے، ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی۔

پھر پیر ومرشد آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! تو میرے لئے (دنیا سے کیالایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آل رسول (دنیا سے) تو میرے لئے کیالایا؟ تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے احمد رضالایا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۲۵۔۱۲۶)

اے ایمان والو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے متقی و پرہیزگار، نیک وصالح اور پاک دل تھے کہ پیر ومرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے اور اچھے مرید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لائق مرید تھے کہ پیر ومرشد آپ کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں۔

حضرات! اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جب آل رسول احمدی جیسے خدارسیدہ پیر ومرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عبقری مرید پر ناز کرتے نظر آتے ہیں تو ہم غلامانِ رضا، پیارے رضا، اچھے رضا، قادری رضا، برکاتی رضا امام احمد رضا پر کیوں نہ ناز کریں۔

اعلیٰ حضرت اور پیر کی گلی کا احترام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کس قدر ادب واحترام فرماتے رہے ہوں گے۔ آپ جب مارہرہ شریف حاضر ہوتے تو مارہرہ شریف میں جوتا چپل نہیں پہنتے تھے بلکہ آپ ننگے پیر مارہرہ شریف کی راہوں پر چلتے۔ اللہ اکبر! جب پیر ومرشد کے شہر کی گلیوں کے راہوں کے ادب کا یہ عالم تھا تو پیر ومرشد کے ادب واحترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ ملخصاً (ذکر رضا، ص:۶۳)

حضرات! جب پیر ومرشد کے شہر کی گلیوں کے راستوں کا یہ ادب ہے تو جب عاشق مصطفیٰ، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی گلیوں سے گزرے ہوں گے تو ادب واحترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اعلیٰ حضرت اور پیرزادے کا احترام

(۱) شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۵)

(۲) شہزادۂ سید العلماء حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے، خاص مقام پر آپ کے آرام کرنے کے لئے چارپائی بچھادی گئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد اپنے مرشدان عظام کی بارگاہوں میں حاضری کے لئے چلے گئے اور جب واپس لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اس چارپائی پر حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر ابھی تقریباً تین سال کی تھی، خالی چارپائی دیکھ کر سو گئے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چارپائی کے قریب شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے، اتنے میں صاحب سجادہ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو کیا دیکھا کہ شہزادہ سو رہا ہے اور وقت کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ادب واحترام کا مجسمہ بن کر چارپائی کے قریب شہزادہ کے روبرو کھڑے ہیں۔ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادے کو ڈانٹ کر جگانا چاہا اور کہنے لگے کہ تم سو رہے ہو اور اعلیٰ حضرت کھڑے ہیں۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور! شہزادہ کو سونے دیا جائے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اس ادب سے اللہ تعالیٰ میرے مدارج بلند فرما رہا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرات! ادب واحترام کی اس شان کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی اسی لئے چودھویں صدی میں دور

دور تک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایسے باادب عاشق آل رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسا شرف و بزرگی والا بھی کوئی عالم ربانی نظر نہیں آتا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مرشد کی نسبت کا حیرت انگیز احترام: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سید مہدی میاں صاحب نے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے پاس خبر بھیجی کہ گھر کی رکھوالی کے لئے دو کتوں کی ضرورت ہے اور رامپور کے کتے چاہئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ بہت جلد اعلیٰ نسل کے وفادار دو کتے لے کر میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں صاحب زادوں مولانا حامد رضا حضور حجۃ الاسلام اور مولانا شاہ مصطفیٰ رضا حضور مفتی اعظم ہند کو لے کر مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے اور سید مہدی میاں سے کہا کہ حضور! حکم کے مطابق دو کتے حاضر ہیں۔ یہ سارا دن، گھر کا کام کاج بھی کریں گے اور رات کو گھر کی چوکیداری اور رکھوالی بھی کریں گے۔ (ذکر رضا، ص: ۶۳)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ حضرت اور پیر کی نسبت کا احترام

عاشق اعلیٰ حضرت، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو بیان کرتے ہوئے خود سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیر و مرشد کی نسبت و تعلق کا اس قدر ادب و احترام تھا کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے اگر نائی آ جاتا تو بہت خوش ہو کر گھر میں خبر کرتے کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے نائی شریف تشریف لائے ہیں، کھانے کا اہتمام کیا جائے اور خود کھانا لاتے اور نائی کو کھانا کھلاتے۔

حضرات! مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں پیر و مرشد کے شہر کا نائی اس قدر شریف ہے تو ان کی نگاہ میں پیر و مرشد کس قدر شریف و بزرگ ہوں گے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اعلیٰ حضرت اور تعظیم آلِ رسول: علماء فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دار الافتاء میں فتووں کو لکھتے اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہتے۔ قریب کے ایک مکان میں ایک سید صاحب اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ سید صاحب کے ایک صاحب زادے جو کمسن تھے۔ وہ سید زادے کھیلتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دار الافتاء کے سامنے آجاتے تو حضور اعلیٰ حضرت ان کم عمر سید صاحب کا ادب واحترام اس قدر کرتے کہ قلم، کاغذ رکھ دیتے اور دست بستہ آلِ رسول کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے پھر جب صاحب زادے سید صاحب خود بخود سامنے سے اِدھر اُدھر ہو جاتے تو اعلیٰ حضرت پھر قلم اٹھاتے اور لکھنے میں مشغول ہو جاتے، پھر صاحب زادے سامنے آجاتے تو عاشق صادق پھر تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ اس طرح متعدد بار واقعہ پیش آتا مگر چہرۂ مبارکہ پر ناراضگی کے آثار نمودار نہیں ہوتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر ادب وتعظیم کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا تھا کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلِ پاک کے ایک چھوٹے سے بچے کی کس قدر تعظیم وتوقیر کرتے نظر آتے ہیں تو اب میں کہنا چاہوں گا کہ جب آل کی محبت وتعظیم کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وتعظیم کا عالم کیا ہوگا۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سادات کرام اور بزرگوں کا ادب وتعظیم کا وافر حصہ جو اعلیحضرت کے حصہ میں آیا ہے پوری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا والوں کے سامنے برملا علی الاعلان آلِ رسول سادات کرام کے

شرف و بزرگی، محبت و الفت، ادب و تعظیم کا خطبہ پڑھا اور اپنی کتابوں میں لکھا اور اپنے کردار و عمل سے ظاہر و ثابت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور

بے اجازت جن کے گھر جبرئیل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

(حسن رضا بریلوی)

اعلیٰ حضرت نے سادات کے احترام وادب کو بتایا

حضور سیدی شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی دام ظلہ العالی رقم طراز ہیں کہ حضور والد ماجد سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے: ہم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھا کہ مجدد کے مرتبے پر اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل میں سے کسی سیدزادے کو فائز کر دیتا پھر آخر بریلی کے ایک خان زادے کو کیوں یہ منصب عطا فرمایا تب اندر سے کسی نے جواب دیا آل مصطفیٰ اگر کوئی سید مجدد کے منصب پر فائز ہوتا اور وہ اس طرح سادات کے احترام کا درس دیتا تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ سیدزادہ اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے اس نے آل رسول کا ادب واحترام ایک نائب رسول کے زبان وقلم سے مشتہر کروا دیا۔ اعلیٰ حضرت کا دنیا بھر کے تمام سیدوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل وحال کے ذریعہ دنیا والوں کو بتا دیا اور سمجھا دیا کہ سیدوں کا ادب کس طرح کیا جاتا ہے۔ (پیغام رضا، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۳۷)

اعلیٰ حضرت اور بغداد شریف کا ادب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ (ہمارے مرشد اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہر پاک) بغداد شریف کدھر ہے پھر اس وقت سے دم آخر تک بغداد شریف کی جانب پیر نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۱۰)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں جب بغداد شریف کا اس قدر محبت وعقیدت اور ادب وتعظیم ہے تو کربلا شریف اور پھر مدینہ طیبہ کی عقیدت ومحبت اور ادب وتعظیم کا کیا عالم ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیے! کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر مدینہ طیبہ کا ادب واحترام فرماتے تھے

مدینہ طیبہ کا ادب واحترام: جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کرکے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے سب سے پہلے یہی پوچھتے کہ سید عالم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی؟ اگر وہ حاجی صاحب ہاں کہتے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ان کے قدم چوم لیتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۱)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے نہیں چومتے تھے کہ وہ صاحب حج کرکے آئے ہیں جو مذکورہ واقعہ میں سوال سے ظاہر ہے بلکہ آپ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے چوم لیا کرتے تھے کہ ان کے قدموں نے مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لیا ہے۔ تو جب مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لینے والا قدم محترم ومعظم ہوگیا، تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں مدینہ طیبہ اور پھر مدینہ والے آقا مکین گنبد خضریٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس قدر معظم ومحترم ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت حضور کے نام پاک کا نقشہ بن کر سوتے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشکل نام پاک ''محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سویا کرتے تھے۔ اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر ''میم'' بن جاتا اور ہاتھوں کی کہنیاں ''ح'' بن جاتیں اور کمر ''میم'' ہو جاتی اور پاؤں ''دال'' بن جاتے گویا نام پاک ''محمد'' کا نقشہ بن جاتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۲)

اعلیٰ حضرت کا ادب کتب احادیث کے ساتھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی کتابوں پر دوسری کتاب نہ رکھتے تھے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث شریف کی کتابوں کا ایسا ادب کرتے تھے تو کلام اللہ قرآن مجید کا ادب واحترام کس شان کے ساتھ کرتے رہے ہوں گے۔

اسی ادب واحترام اور عشق ومحبت نے احمد رضا کو امام احمد رضا اور سارے حضرتوں میں اعلیٰ حضرت بنادیا۔

خوب فرمایا ہے:

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا نعیم الدین صاحب رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

دین حق کی خدمت و احیاء سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی کے تم
ہو امیر کارواں مقبول رب ذوالمنن

اعلیٰ حضرت کا ادب محفل میلاد میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل میلاد شریف میں شروع سے آخر تک باادب دو زانوں بیٹھے رہتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۳)

اعلیٰ حضرت کا پہلا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج فرض ادا فرمانے کے لئے روانہ ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۶)

حضرات! علماء بیان فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبئی سے پانی کے جہاز میں سوار ہوئے، جہاز جانب جدہ روانہ ہوا، جہاز پانی کا سینہ چیرتے ہوئے آگے بڑھتا جارہا تھا کہ سمندر میں طغیانی کیفیت طاری ہوگئی، خطرناک سمندری طوفان پیدا ہوگیا جس نے جہاز کو اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ جہاز کے عملہ نے اور کپتان نے جہاز کو ڈوبنے اور ہلاک ہونے سے بچانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر

جب جہاز کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی تو جہاز کے کپتان نے مجبور ہو کر اعلان کیا کہ تمام زائرین اور حجاج کرام ہوشیار آگاہ ہو جائیں اور اپنے جان و مال کی حفاظت خود کریں۔ تمام مسافر کپتان کے اس اعلان کو سن کر ہوش باختہ ہو گئے مگر کچھ لوگ باہم مشورہ کر کے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے اور جہاز کے کپتان کے ہوش ربا اعلان کو بتایا کہ سمندر میں زبردست طوفان کی وجہ سے جہاز ڈوبتا جا رہا ہے، آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معجزہ احمد رضا، قطب الاقطاب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت احمد رضا، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا احمد رضا، خاندان برکات کا چشم و چراغ احمد رضا، اہل سنت کا امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی اطمینان و یقین کے ساتھ ارشاد فرمایا: آپ حضرات مکمل اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ذکر و درود شریف کثرت سے پڑھتے رہئے، انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارا جہاز خیر و سلامتی کے ساتھ جدہ پہنچے گا، طوفان کی کیا مجال جو جہاز کو ڈبو دے اس لئے کہ میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھر جہاز میں سوار ہوا ہوں۔

یاد رکھو! کہ چاند و سورج کا نکلنا ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، ہواؤں کا رخ بدل سکتا ہے اور اندھیرا اجالے میں اور اجالا اندھیرے میں اور عالم کا نظام بدل سکتا ہے لیکن مختار دو عالم رسول بحر و بر کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

مگر کپتان کی جانب سے بار بار اعلان کیا جا رہا ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے تمام مسافر اپنے جان و مال کی خود حفاظت کریں۔

اب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاز کی چھت پر تشریف لے گئے اور مدینہ طیبہ کی جانب رخ کر کے باادب کھڑے ہو گئے اور نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرنے لگے، اے ہمارے پیارے آقا مشکل کشا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیم کی ہوئی دعا پڑھکر جہاز کی سواری کی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد و فرمان پر ہی اعتماد کرتے ہوئے لوگوں کو اطمینان و یقین دلا دیا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے پھر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں مکمل اذعان و یقین کے ساتھ فریاد کرتے ہیں کہ۔

آنے دو یا ڈبو دو، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی، لنگر اٹھا دیئے ہیں

اب یہ حال تھا کہ جہاز بھنور سے نکل کر طوفان کے نرغہ سے آزاد ہو چکا تھا، کچھ دنوں کے بعد جہاز خیر وسلامتی کے ساتھ جدہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیتا ہے اور جان و مال کو سلامتی نصیب فرما دیتا ہے۔ اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ ہر موقعہ کی دعاؤں کو پڑھا کریں تاکہ اس کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے اور مال بھی سلامت رہے اور نیکی وثواب بھی حاصل ہوتا رہے۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

درود شریف:

نور خدا، اعلیٰ حضرت کی پیشانی میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حج میں ایک دن مقام ابراہیم پر نماز پڑھی، امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو خدار سیدہ بزرگ تھے) نے جب آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور بہت دیر تک آپ کی پیشانی مقدس پر نگاہ جمائے دیکھتے رہے پھر انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ ۔ یعنی بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت وخلافت اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۶)

اعلیٰ حضرت کا دوسرا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا حج ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں ادا فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۲۶)

حضرات! دوسرے حج کا واقعہ حضرت مولانا سید ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا

کہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ یہ سب حضرات حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت جھانسی تک ان سب کو پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ان حضرات کو جھانسی میں ٹرین پر سوار کردیا ممبئی جانے کے لئے۔ یہ سب حضرات ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت کا ارادہ حج وزیارت کے سفر کے لئے بالکل نہ تھا کہ حج فرض ادا ہو چکا ہے، زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعت کے اشعار یاد آ گئے کہ۔

گزرے جس راہ سے وہ سیدے والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

وائے محرومیٔ قسمت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہ زوّار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور فرمایا۔

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اور فرماتے ہیں

لے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

دل ودماغ سب مدینہ طیبہ پہنچ چکے تھے طواف گنبد خضریٰ میں مشغول تھے۔

فرماتے ہیں:

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

بس اسی وقت حج وزیارت بلکہ خاص زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مصمم ارادہ فرما لیا اور بریلی شریف تشریف لا کر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سامان سفر مکمل فرمایا اور ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حسن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا، سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے۔

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر مبارک خالص دربار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے تھا، حج بیت اللہ طفیل میں کیا، اصل مقصد زیارت وحاضری دربار اقدس وانور تھا۔

اسی کو اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف پہنچ کر ادائے حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے، ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار عالم بیداری میں کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ روضۂ اقدس وانور پر حاضر ہوئے شوق دیدار میں مزار نور کے مواجہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا۔ (یعنی زیارت نصیب نہ ہوئی) تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک نعت لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پھر اس نعت کے مقطع میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے کریم ورحیم نبی اور جواد و فیاض رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سخاوت ورحمت پر ناز اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اپنے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مواجہ شریف میں یہ نعت عرض کی اور مؤدب منتظر بیٹھ گئے قسمت جاگی، حجاب اٹھا اور عالم بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۴)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تو بار بار زیارت جمال انور سے شرف یاب ہوئے مگر اس بار خاص روضۂ مقدسہ کے حضور عالم بیداری میں دیدار سے سرفراز ہوئے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال عشق کو ظاہر کرتی نظر آتی ہے اور ان کی مقبولیت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

حضرات! یہ انعام واکرام مشفق ومہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے وہ اعزاز ہے جو بڑے ناز کے پالوں کو ہی میسر آتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ پچھتر مرتبہ عالم بیداری میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۴۰)

اعلیٰ حضرت علمائے مدینہ کے جھرمٹ میں

مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری سے پہلے ہی آپ کے علم وفضل کا شہرہ اور آپ کے سچے عشق کا چرچا پہنچ چکا تھا۔ مدینہ طیبہ کے علماء اس عاشق رسول، نائب نبی کی ملاقات وزیارت کے لئے بے قرار ہوکر آپ کی آمد کا سختی سے انتظار فرمارہے تھے۔ حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، اطراف وآفاق سے علماء آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہونچنے سے پہلے ہی علماء اور اہل بازار تک، آپ کی زیارت وملاقات کے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے شام تک آپ کے پاس علمائے مدینہ کا ہجوم رہتا تھا۔ ملاقات وزیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی، یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیٰ حضرت سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا۔ مکہ معظمہ کے علمائے کرام کی طرح مدینہ طیبہ کے علمائے عظام نے بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کیں اور یہ سلسلہ

مدینہ طیبہ سے واپسی تک قائم رہا یہاں تک کہ روانگی کے دن جب قافلہ کے اونٹ آگئے اور اس پر سوار ہونے کی تیاری ہو چکی اس وقت تک علمائے کرام آپ سے اجازت نامے لکھواتے رہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۶۶)

مدینہ طیبہ کے مشہور عالم دین شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے کمال عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ اعلیٰ حضرت کو یا سیدی کہہ کر پکارتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۷)

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب و رفعت سے جس قدر علمائے مکہ و مدینہ واقف ہوئے اس قدر خود ہندوستان کے حضرات بھی واقف نہیں ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کا جیسا اعزاز و اکرام ہوا اور جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے اکابر حضرات نے آپ کی بلند و بالا شان و عظمت کے سامنے سر نیاز خم کیا اس کا کچھ اندازہ اس نورانی واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ آگے آنے والے بیان میں ملاحظہ فرمائیے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ان هذا القرآن
يهدي للتي هي اقوم
ويبشر المؤمنين

انوار البیان
۳۵۵
امام احمد رضا سنیت کی شناخت
﴿۲﴾
صفر المظفر
چوتھا جمعہ........پہلا بیان
عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ
سنّیت کی شناخت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط (پ۲۸، رکوع۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اپنی تصنیف سفرنامہ حرمین، ص:٦٦ میں رقم طراز ہیں کہ ہم لوگ ایک ساتھ وفد کی شکل میں علمائے حرم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، ہمارے ساتھیوں کی ملاقات سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی جو نہایت ہی معمر بزرگ ہیں تقریباً تیس سال ممبئی میں رہ چکے ہیں، اب آخری عمر میں پھر مکہ شریف کی سکونت اختیار فرمالی ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا کہ بلاد عرب میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ڈنکا بج رہا ہے اور علمائے حرمین طیبین اعلیٰ حضرت سے جس قدر واقف ہیں ہندوستان کے لوگ اس قدر واقف نہیں ہیں۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم لوگوں کو بطور امتحان حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس بھیجا جو اس وقت مکہ شریف کے قاضی القضاۃ ہیں ان کے والد محترم اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دوست تھے۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ملاقات کے بعد صرف اتنا کہئے گا کہ۔

نَحْنُ تَلَامِیْذُ تَلَامِیْذِ اَعْلٰی حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رَضَا خَانْ بَرَیْلْوِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے گا کہ اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کا سکہ علمائے حرم پر کس قدر بیٹھا ہوا ہے اور علمائے حرم کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کا کتنا احترام ووقار ہے۔ بہر کیف ہم لوگ حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی مدظلہ العالی کے در دولت پر حاضر ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک حسین وجمیل بزرگ تشریف لائے جن کی صورت سے نور سیادت کی شعائیں نکل رہی تھیں، سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت مولانا نے حاضرین کو السلام علیکم کہا اور سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور پھر ہر شخص مصافحہ ودست بوسی کرنے لگا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص سے خیریت پوچھی پھر نہایت ہی شیریں اور ٹھنڈا شربت حاضرین کو پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص کا مقصدِ حاضری دریافت فرمایا اور حاجت روائی فرمائی۔ جب ہم لوگوں کی باری آئی تو ہم لوگوں نے وہی جملہ دہرایا۔ نَحْنُ تَلَامِيْذُ تَلَامِيْذِ اَعْلٰى حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدُ رَضَا خَانُ فَاضِلِ بَرَيْلَوِىْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ۔ یعنی ہم لوگ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اتنا سنتے ہی حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی سروقد اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور فرداً فرداً ہم لوگوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بیحد تعظیم کی۔ پھر دوبارہ شربت وقہوہ پیش ہوا اور انہوں نے اپنی پوری توجہ ہم لوگوں کی جانب مبذول فرمادی۔ ایک آہ سرد بھر کر فرمایا سیدی علامہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نَحْنُ نَعْرِفُهٗ بِتَصْنِيْفَاتِهٖ وَتَالِيْفَاتِهٖ حُبُّهٗ عَلَامَةُ السُّنَّةِ وَبُغْضُهٗ عَلَامَةُ الْبِدْعَةِ۔

یعنی ہم حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں، ان کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدمذہبی کی پہچان ہے۔

اس مجلس میں بڑے بڑے رؤسائے مکہ جلوہ افروز تھے اور حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی کی اس خصوصی شفقت والتفات کو دیکھ کر دم بخود تھے۔ تمام لوگوں سے حضرت مولانا موصوف نے ہم لوگوں کا تعارف کرایا اور بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۷۱)

حضرات! حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی معمولی اور ہندوستانی عالم نہیں بلکہ آل نبی، اولاد علی، سید السادات اور مکہ معظمہ کے قاضی القضاۃ ہیں۔ وہ آل نبی اور اولاد علی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض وعداوت بدمذہبی اور گمراہی کی پہچان ہے۔ اب اگر کچھ مولوی یا پیر یا فلاں فلاں کہلانے والے یہ کہیں کہ ہم سنی ہیں، ہماری سنیت کی پہچان کے لئے اعلیٰ حضرت کی محبت کی ضرورت نہیں تو ہم غلامان رضا حضرت سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی

میں یہ فیصلہ دیں گے کہ آپ مولوی ہیں ہوا کریں، آپ پیر صاحب ہیں ہوا کریں، آپ فلاں، فلاں ہیں ہوا کریں۔ ہم سنیوں کو آپ کی ضرورت نہیں، ہماری سنیت تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرہون منت ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا قیام مدینہ طیبہ میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام شہر پاک مدینہ طیبہ میں اکتیس دن تک رہا اس درمیان میں آپ ایک مرتبہ مسجد قبا شریف کو گئے اور ایک بار میدان احد میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے باقی ایام سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری میں گزارا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۱۹)

عشق سراپا، احمد رضا: جب بندہ عاشق صادق ہوتا ہے تو اس کا قلب و جگر محبوب کی نسبت و تعلق رکھنے والی ہر چیز کی تعظیم و توقیر کے لئے بے قرار نظر آنے لگتا ہے۔

دیکھئے صحابۂ کرام کے عشق کا کیا عالم تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آب وضو کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح ٹوٹے پڑتے تھے کہ جیسے جنگ ہو جائے گی۔ موئے مبارک کو جان سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے کہ عین جنگ کے وقت وہ ٹوپی گر گئی جس میں موئے مبارک سلے ہوئے تھے تو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اس کے حصول میں لگ جاتے اور جب تک حاصل نہ ہو جائے سکون و قرار نہ لیں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت و تعظیم کے پیش نظر شہر پاک، مدینہ طیبہ میں کبھی سواری نہ کی اور نہ ہی پوری زندگی بول و براز فرمایا، اس کے لئے انہیں کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی بس یہی دلیل کافی تھی کہ خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس محبت و تعظیم سے منع نہیں فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر پاک، مدینہ طیبہ میں حاضریٔ دربار نور اس طرح سکھاتے نظر آتے ہیں:

جب حرم محترم، مدینہ میں داخل ہو، حسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے، روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے چلے، ہو سکے تو برہنا پاؤں یعنی ننگے پیر بہتر۔ (انوار البشارہ)

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کر چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

صحابۂ کرام کے مقدس قلوب میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قدر محبت وعظمت تھی کی جانور کو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سجدہ کرتے دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ عرض کیا، آقا! جانور تو آپ کو سجدہ کریں اور ہم محروم رہیں کیا ہمیں اجازت نہ ہوگی؟ ارشاد ہوا میری شریعت میں غیر خدا کا سجدہ روا نہیں۔ اگر ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ملخصا (الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ)

کبھی کبھی امام احمد رضا پر بھی صحابۂ کرام جیسی کیفیت عشق طاری ہوتی ہے لیکن شریعت کا پاس ولحاظ اس قدر ہے کہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

نہ ہو آقا کو سجدہ، آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

عشق کا تقاضا اور بڑھتا ہے تو یوں تسلی دے لیتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا ہو وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کی تڑپ ہمیں ان کے مقام عشق کا پتہ دیتی ہے۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں:

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

درود شریف:

اعلیٰ حضرت سے عشق رسول ملا: کہاں ہیں عاشقان مصطفیٰ جو پہاڑوں کی کھوہ اور سمندروں کے ٹاپو میں اور کالجوں، اسکولوں اور ماہناموں کے پرچوں میں منزل عشق کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ آئیں اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عشق ومحبت کا درس حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو عشق ومحبت کا مجسمہ بنایا تھا، آپ کے سوزش عشق کی گرمی جس طالب پر پڑ جاتی اس کا دل محبت رسول کا مدینہ بن جاتا۔ استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ ان کے شاگرد حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ

حضرت! آپ تو مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادابادی علیہ الرحمہ سے مرید ہیں لیکن آپ کو جتنی محبت و عقیدت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اتنی اور کسی سے نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی یاد، ان کا تذکرہ، ان کے علم وفضل کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق صاحب محشی بخاری شریف سے پائی۔ سب سے بڑی نعمت وہ بیعت نہیں ہے جو مجھے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے حاصل ہوئی بلکہ سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی نعمت وہ ایمان ہے جس کو میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا، میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں اس لئے ان کے تذکرہ سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، میں ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۵)

حضرات! خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی معمولی عالم اور محدث نہ تھے بلکہ اپنے دور کے امام المحدثین تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو عشق رسول کی سرمدی نعمت اور ابدی دولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہوئی اس لئے ان کا تذکرہ ہمیشہ ہماری زبان پر رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ان کا تذکرہ کروں کہ ان کے ذکر سے قلب وروح کو سکون وقرار میسر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت سے ایمان کی مضبوطی ملی

حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور فرماتے ہیں کہ۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگوں کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے مختلف قسم کی دولتیں نصیب ہوئیں۔

لیکن! مجھے سب سے بڑی دولت ایمان کی اگر کہیں سے نصیب ہوئی تو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دربار گرامی ہے۔ (پاسبان الٰہ آباد نومبر ۱۹۵۹ء ص: ۱۸، بحوالہ کتاب العقائد، ص: ۵)

حضرات! مشائخ مارہرہ شریف خاص کر حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی اور حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کثرت سے اپنی محفلوں اور گھر والوں میں کیا کرتے تھے۔ یہ وطیرہ اور طریقہ عشق ومحبت میں سرشار، سرمستوں کا تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ حضرت آٹھ دس گھنٹے میں حافظ قرآن ہو گئے

حامی سنت، قاطع وہابیت ونجدیت، مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا مفتی شاہ حشمت علی قادری رضوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان ۱۳۲۷ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں اعلیٰ حضرت کو خط لکھا اور لاعلمی میں حافظ لکھ دیا۔ اعلیٰ حضرت نے خط پڑھا، تو اپنے، القاب کے ساتھ حافظ ملاحظہ فرمایا، خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور رونے لگے اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے: یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا ط (پ۴، رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو۔ (کنز الایمان)

اس واقعہ کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید حفظ کرنے کا پختہ ارادہ فرما لیا۔

(یوں تو اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید کا اکثر و بیشتر حصہ زبانی یاد تھا)

اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ اس کو سنا دیتے ۲۹ شعبان کے بعد سے شروع کیا اور ستائیس رمضان شریف تک پورا قرآن حفظ کر لیا اور تراویح میں سنا بھی دیا۔ (ترجمان اہل سنت پیلی بھیت)

حضرات! اسی طرح کی عبارت خلیفۂ اعلیٰ حضرت سید ظفر الدین بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۳۶ پر لکھا ہے۔

اور عاشق اعلیٰ حضرت ولی کامل حضرت مولانا مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۷ پر رقم فرمایا ہے۔

حضرات! شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم دید واقعہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا کے وضو کرنے کے بعد سے عشا کی جماعت کے قائم ہونے کے درمیان قرآن مجید حفظ کیا کرتے تھے جو تقریباً زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ کا وقت ہوتا ہوگا۔ تو ۲۹ شعبان سے ۲۷ رمضان شریف تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں، حساب لگا لیجئے۔ یہی تقریباً آٹھ دس گھنٹے ہوتے ہیں۔

گویا! اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل تقریباً آٹھ دس گھنٹے میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا اور حافظ قرآن ہو گئے اور خط لکھنے والے کی بات بھی سچی ثابت ہو کر رہی۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ ٥

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات! سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر خدمت دین و شریعت میں مشغول رہتے، رات میں عبادت بھی کرتے مگر رات کے کچھ حصہ میں آرام بھی کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے انہیں دیکھ کر کسی نے کہہ دیا کہ یہ وہ (بزرگ) ہیں جو رات بھر عبادت میں گزارتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کر لی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

حضرات! حضرت امام اعظم کے واقعہ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت کے حافظ ہونے کے واقعہ میں کس قدر مماثلت اور یکانگت ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کی زندگی کے تمام واقعات کسی نہ کسی بزرگ کی یاد تازہ کرتے نظر آتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے معمولات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی کی آخری سانس تک شریعت و سنت کے پابند رہے۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرماتے اور لباس تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ ہاں عیدین کے دن کسی اور روز آ جاتے تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۱) اسی طرح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتہ میں دو مرتبہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرما کر لباس تبدیل فرمایا

کرتے تھے۔ ہاں اگر عیدین یا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف کا دن کسی اور روز پڑتا تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۲) ہنسنے میں کبھی ٹھٹھا نہ لگاتے۔

(۳) جماہی آنے کے وقت دانتوں میں انگلی دبا لیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔

(۴) بال بنواتے وقت اپنا کنگھا اور آئینہ استعمال فرماتے۔

(۵) اکثر وضو مکان ہی سے کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔

(۶) آپ کے وضو کے لئے دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔

(۷) نماز سے فارغ ہو کر مکان تشریف لے جایا کرتے لیکن عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چار پائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں بچھا دی جاتیں اور عام ملاقات ہوتی۔ یہ سلسلہ نماز مغرب تک جاری رہتا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۱۲)

حضرات! میرے آقائے نعمت و دولت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیس گھنٹے میں تقریباً تین گھنٹہ سویا کرتے تھے، باقی اوقات تصنیف و تالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے لئے مخصوص تھے۔ عام ملاقات کے لئے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت مقرر تھا۔ ہر امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ سے ملاقات فرماتے، حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرماتے۔ مگر اب شیخ محترم، پیر مغاں کے حالات دیگر ہیں، امیر و رئیس اور دولت مند کے لئے وقت ہی وقت ہے مگر غریب و مفلس نادار مسلمان کے لئے ڈانٹ و پھٹکار، کہ وقت نہیں دیکھتے؟ جب سمجھ میں آئے آجاتے ہو؟ کل آنا، پرسوں آنا، پھر ملیں گے۔

ارے شیخ محترم، پیر صاحب! کچھ تو خیال کیجئے کہ غریبوں سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس قدر پیار و محبت فرمایا ہے۔ جن کے نام کا کھاتے ہو ان کی سنت کا کچھ تو خیال کرو۔

اعلیٰ حضرت کا نماز با جماعت کا اہتمام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ نماز با جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا فرمایا کرتے، ہمیشہ عمامہ کے ساتھ نماز ادا فرمایا کرتے تھے کبھی بھی صرف ٹوپی کے ساتھ نماز ادا نہ کیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۱۲)

اعلیٰ حضرت عامل سنت تھے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض وواجب اور سنت مؤکدہ اور مستحبات کے سخت پابند تھے اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ جان ایمان، میرے کریم ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فلاں کام انجام دیا ہے تو اس سنت وعادت پر بھی عمل کے لئے بے قرار ہو جاتے اور اس وقت تک روح وقلب کو سکون میسر نہ آتا جب تک اس سنت پر عمل نہ فرما لیتے۔ ہدایت ونصیحت سے لبریز محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کا نورانی واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ دو حضرات کے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کے کندھوں کے سہارے نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے ہیں حاضرین بارگاہ میں علمائے کرام، مفتیان عظام اور مریدین و خدام سب کے سب اس حیرت انگیز واقعہ کو دیکھ کر حیران وپریشان کہ اعلیٰ حضرت نحیف وکمزور بھی نہیں ہیں اور نہ علیل وبیمار ہیں، پھر اعلیٰ حضرت دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے، نماز باجماعت ادا فرمائی اور بغیر سہارے کے دولت کدہ پر تشریف لائے، حاضرین بارگاہ جواب کے منتظر تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی

عامل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے مشفق ومہربان رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دو صحابی کے کندھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر نماز کے لئے مسجد شریف میں تشریف لائے احمد رضا نے سوچا کہ اگر موت آ گئی تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک سنت پر عمل باقی رہ جائے گا۔ اس لئے بغیر کسی عذر کے میں دو حضرات کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سہارے سے نماز کے لئے مسجد حاضر ہوا تا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس سنت وادا پر بھی عمل ہو جائے۔

حضرات! شاہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ عمل ثابت ہو گیا تھا تو عاشق مصطفیٰ، عبد المصطفیٰ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سنت کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ احمد رضا کا جب اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیر مؤکدہ سنت پر عمل کا یہ عالم ہے تو فرض وواجب اور سنت مؤکدہ پر عمل کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے بیماری میں بھی نماز باجماعت کو ترک نہ کیا

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی مہینوں سے علیل تھے اور مرض اس قدر شدید تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز باجماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد تک پہنچاتے اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۶)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت علیل ہیں، مسجد میں کوئی لے جانے والا نہ تھا، جماعت کا وقت ہو گیا، طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۶)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہی اعلیٰ حضرت اور مجدد اعظم نہیں ہو گئے تھے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اے اعلیٰ حضرت کے ماننے والو! غور کرو! اور سوچو! کہ ہماری نمازوں کا کیا حال ہے؟ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا تو کجا اپنے گھر میں تنہا نماز نہیں ادا کرتے۔ اعلیٰ حضرت کے واقعہ سے ہم کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت بزرگوں کی بارگاہ کے مؤدب تھے

باادب بانصیب۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے سبق ملتا ہے کہ بزرگان دین کی تعظیم وتوقیر اور علمائے کرام کا ادب واحترام ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ اعلیٰ حضرت جب علامہ شامی اور محقق علی الاطلاق جیسے بزرگوں کی باتوں پر کلام کرتے ہیں تو ادب وتعظیم اور تواضع وخاکساری کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک جگہ ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا اس اعتراض کا حل (یعنی جواب) ہماری سمجھ میں نہ آیا۔ مگر اسی اعتراض کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا حل یعنی جواب مل گیا۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جد الممتار میں لکھتے ہیں وَظَهَرَ لَنَا بِبَرَكَةِ خِدْمَةِ كَلِمَاتِكُمْ یعنی اے ہمارے بزرگ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے کلمات پر (یعنی آپ کی باتوں) پر کام کرنے کی برکت سے ہمیں (اس اعتراض کا حل و جواب) سمجھ میں آ گیا۔ ملخصا (امام احمد رضا اور تصوف، ۶۱۰)

حضرات! آج کل مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے، دل دنیا کو دینے والے، کچھ یہاں کے اور اکثر باہری دنیا میں جا کر آنے والے، بے ادب و گستاخ ہو کر اکابر، بزرگانِ دین پر حرف گیری اور ان کے فرمودات پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ بے ادبی اور گستاخی کا حال ان لوگوں کا ہے جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم کا پچاسواں حصہ بھی نصیب نہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر باادب تھے۔

شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب، سجادہ نشیں سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ میں بریلی شریف حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کھانا لاتے اور خود ہی میرا ہاتھ دھلاتے، ہاتھ دھلاتے وقت دیکھا کہ میرے ہاتھ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی ہے (یعنی میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور مجھے انگوٹھی عنایت فرمادیں۔ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً انگوٹھی اتار کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی اور بریلی شریف سے بمبئی تشریف لے گئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کی انگوٹھی کو مارہرہ شریف میں حضرت سید شاہ مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی فاطمہ کے پاس بھیج دی اور ایک خط بھی ساتھ میں بھیجا جس میں لکھا تھا کہ شاہ زادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہیں (عورتوں کے لئے سونا حلال ہے اور مردوں کے لئے نہیں) جب سید مہدی میاں صاحب بمبئی سے مارہرہ شریف واپس تشریف لائے تو شہزادی فاطمہ نے بتایا کہ بریلی شریف سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سونے کی انگوٹھی بھیجی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ شہزادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہے۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! اعلیٰ حضرت نے انگوٹھی بھیج کر دین و شریعت کا مسئلہ سمجھایا ہے۔ ملخصاً (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۰۹)

حضرات! کچھ لوگ خاندانی بے باک اور بے ادب ہوتے ہیں پہلے ان کے باپ دادا نے اذان ثانی کے مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا مقابلہ کیا اور حامل شریعت و سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کے اس

قدر بے ادب ہوئے کہ مقدمہ قائم کر دیا۔ مخالف دنیا کی جھوٹی کچہری میں گئے اور اعلیٰ حضرت اپنے مرشدِ اعظم قطب الاقطاب شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی سرکار میں حاضر ہوئے۔ الحاصل جو جہاں کے تھے وہاں گئے۔ جو جس کا تھا اس سے مدد مانگا۔

اعلیٰ حضرت بغداد والے سرکار کے مرید و ملازم تھے اس لئے عالم تصور میں بغداد حاضر ہوئے اور اپنی بے کسی و بے بسی اور لاچاری و مجبوری کی فریاد بے کسوں کے کس، بے بسوں کے بس اور لاچاروں کے چارہ گر، مجبوروں کے فریادرس اور کمزوروں کی ہمت و قوت، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

دوہائی یا محی الدین دوہائی
بلا اسلام پرنازل ہے یا غوث

ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت
نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زور دل ہے یا غوث

عطائیں مقتدر، غفار کی ہیں
عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث

دیا مجھ کوانہیں محروم چھوڑا
میرا کیا جرم، حق فاصل ہے یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

درود شریف:

حضرات! بغداد شریف سے عنایت کی نظر اٹھی، مجدد دین وملت حامی شریعت وسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز المرام اور کامیاب وکامراں ہوئے، تجدید سنت کی تاثیر پوری دنیا میں ظاہر ہوئی، دنیا کی اکثر مساجد میں اذان ثانی سنت کے مطابق ہونے لگی۔ مولانا احمد رضا، امام احمد رضا، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، معجزہ نبی، چشم و چراغ خاندان برکات بن کر چمکے، چمک رہے ہیں اور چمکتے رہیں گے اور مخالف خائب و خاسر تھے اور رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

حضرات! آج بھی اس ذہنیت کے حامل کچھ مولانا، مولوی کہلانے والے مغربی دنیا کو دل کا سودا کر کے آنے والے اپنے باپ دادا کا بدلا لینا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ باپ دادا کی روش کے خلاف اعلیٰ حضرت پر اعتراض و سوال کرتے نظر آ رہے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے دین وسنیت کا دودھ پینے والے اعلیٰ حضرت کے ہزاروں لاکھوں روحانی بیٹے علم وحکمت کی نعمت ودولت سے مالا مال پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اعلیٰ حضرت نے جو دودھ پلایا تھا وقت آنے پر اس دودھ کا حق ادا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سارے علماء اور مدارس محسوس کر رہے ہیں کہ یہ غلط اور فاسد تحریریں اور باتیں کیوں پیش کی جا رہی ہیں اور پس پردہ ان تحریروں اور باتوں کے راز کیا ہیں۔ ہوش کے ناخن لو، متکبر اور گھمنڈی مت بنو، ہدایت کا راستہ لو، مسلک اعلیٰ حضرت کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لو، یاد رکھو! کل کے مخالف بڑی شان وشوکت اثر ورسوخ، پیری، مریدی والے تھے مگر گمنامی کی تاریک دنیا میں گم ہو گئے، تاریخ معاف نہیں کرتی، تاریخ میں ان کا نام اس طرح ملتا ہے کہ یہ لوگ سنت کا مقابلہ کرنے والے بلکہ سنت کو بدلنے والے تھے، تو تمھیں بھی تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حق پر رہو، حق کی حمایت کرو، یہی مومن کی شان اور پہچان ہے۔

آج پوری دنیا میں مومنوں سنیوں کے نزدیک سکۂ رائج الوقت کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت کی ذات ہے۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اعلیٰ حضرت کا خلوص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور میں کسی کی تعریف پر نہ خوش ہوتا ہوں اور نہ ہی اتراتا ہوں اور جو لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں ان کی برائی سے میں پریشان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے کرم سے اس نا قابل احمد رضا کو اس قابل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و بزرگی، حمایت وتائید کا پرچم لہراتا رہے۔ اس خدمت عالیہ پر اگر کوئی مجھے گالی دے تو احمد رضا گالیاں کھاتا رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کے پہرا دینے والے کتوں میں اس کا نام و چہرہ رکھا جائے۔ (خلاصہ فوائد خوبی، ص:۳۹)

میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرہ تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید، جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

اعلیٰ حضرت کا پیغام دین کے خادموں کے نام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک مرید حاضر تھے، گالیوں سے بھرا خط دیکھ کر غصے میں آگئے، عرض کیا کہ یہ شخص میرے قریب کا رہنے والا ہے، اس پر مقدمہ دائر کر کے اس کو سزا دلائی جائے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے تعریفی خطوط لا کر سامنے رکھ دیئے وہ پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیجئے پھر گالی دینے والے کو سزا دلایئے اور جب محب کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی بھی فکر نہ کیجئے۔ ملخصا

(امام احمد رضا اور تصوف، ص:۳۳)

حضرات! یہ تھا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلوص اور دین کے خادموں کے نام پیغام کہ دین وسنیت کا کام کرتے چلے جاؤ، تعریف سے خوش نہ ہونا اور برائی سے پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثابت قدم فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اعلیٰ حضرت کا اخلاص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور مٹھائی سے بھری ہانڈی پیش کی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کس لئے آنا ہوا۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ سلام کرنے، حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا کوئی ضرورت ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ بس یوں ہی ملاقات کے لئے آ گیا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ آپ کے آنے کا کوئی مقصد ہے، اگر کوئی غرض ہے تو کہئے؟ وہ صاحب بولے کوئی غرض نہیں بس زیارت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ تین مرتبہ پوچھنے کے بعد اب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹھائی کی ہانڈی کو گھر کے اندر بھیج دیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ صاحب بولے کہ حضور ایک تعویذ دے دیجئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعویذ لکھ کر دیا اور گھر کے اندر سے مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر ان صاحب کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے یہاں تعویذ بیچی نہیں جاتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۹)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوص کے پیکر تھے

واقعہ کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے۔

صوبہ گجرات کے شہر دھورا سے آپ کے کچھ میمن مریدین بریلی شریف حاضر ہوئے اور اپنے شہر دھورا چلنے کے لئے اپنے پیر و مرشد کو اصرار کرنے لگے، بڑی منت و سماجت کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ تانگا لایا گیا، سامان سفر اس پر رکھا گیا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے تانگے پر سوار ہو گئے، تانگا چند قدم ہی چلا ہوگا کہ دھورا کے میمن مریدوں نے خوشی میں سرشار مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے کہ حضور! آپ اپنے دولت مند مریدوں میں تشریف لے جا رہے ہیں، اس قدر نذرانہ پیش ہوگا کہ حضور کی لکھی ہوئی تمام کتابیں چھپ جائیں گی۔ روپیہ اور دولت کا ذکر آتے ہی پیکر خلوص اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تانگا روک دیا جائے اور سامان تانگے سے اتار لیا جائے۔ اس لئے کہ سفر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے بہت منت و

حاجت کیا لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور فرمایا کہ احمد رضا دولت و روپیہ اور نذرانہ کے لئے سفر نہیں کر رہا تھا بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی خاطر سفر کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

المختصر دنیا کی لالچ سامنے آتے ہی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر ملتوی فرما دیا اور ہزار کوششوں کے باوجود بھی سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور دھورا تشریف نہ لے گئے۔

حضرات! مٹھائی کی ہانڈی تعویذ لینے کے بعد واپس کر دی گئی وہ واقعہ اور دنیا کی دولت کی لالچ کا معاملہ آتے ہی دھورا کا سفر ملتوی کر دیا۔ ان دونوں واقعات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر کام اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہوا کرتا تھا اور آج کل کے کچھ پیر و مرشد کہلانے والے ایسے بھی نظر آتے ہیں جو نذرانہ کے لئے مالدار مریدوں کے گھر جانا اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

واجب پر عمل نہ ہو تو کوئی وظیفہ قبول نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوئے اور کسی وظیفہ کے طلبگار ہوئے۔ ان صاحب کی داڑھی حد شرع سے کم تھی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتا دیا جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر درخواست کی تو فرمایا کہ کسی گزارش کی ضرورت نہیں، جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو خود وظیفہ بتا دیا جائے گا۔ یعنی نفل پر واجب مقدم ہے (امام احمد رضا اور تصوف، ص ۶۵)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرید کی کسی طرح سے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ شریعت کا سبق سکھاتے رہے۔ کہ جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتا دیا جائے گا۔

یہ تھے ہمارے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے مرید کو ہر حال میں شریعت کا درس سکھاتے رہے۔ اور وظیفہ اس وقت تک نہ سکھایا جب تک مرید نے شریعت کے مطابق داڑھی نہ رکھ لی۔

حضرات! ہمارے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ولایت کی تین علامتیں ہیں

(۱) ہر چیز میں اللہ تعالیٰ ہی سے نیاز مندی واستغنا باللہ۔(۲) ہر چیز میں قناعت۔(۳) ہر چیز میں رجوع الی اللہ۔(سنکول فقیر قادری، ص:۲۲)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پاک کے جامع، نائب غوث اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی نظر آرہی ہے، حقیقت میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوازشات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کو دوعالم سے بے نیاز کردیا تھا، خود فرماتے ہیں۔

مالِ دنیا تو کوئی چیز نہیں ہے سرمد
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی دیکھوں سوئے ملکِ ابد
سب یہ الفت کی بدولت ہے غنائے بے حد
حبذا آفریں اے دولت عشق احمد
میں گدائی کے پردہ میں سکندر نکلا

اعلیٰ حضرت روشن ضمیر تھے

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مرتبہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوستانہ اور یارانہ تعلقات کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی رغبت دلائی تو انہوں نے کہا بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے کہ ان کی طبیعت سخت ہے۔ بہر حال حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صدر الافاضل کے ساتھ بریلی شریف پہنچے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کہ حضور کے مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بھائی کیا پوچھتے ہو، پٹھان ذات ہوں، طبیعت سخت ہے۔

کشف اور روشن ضمیری کی یہ شان دیکھ کر حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو

بھر گئے اور سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ بات تو میں نے کہاں اور کب کہی تھی، مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہو گئی۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی
کہاں چراغ جلا روشنی کہاں پہنچی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے زبردست معتقد ہوئے کہ بارگاہ اعلیٰ حضرت سے ہمیشہ کے لئے منسلک ہو گئے۔ (تذکرۂ علمائے اہل سنت لاہور، ص: ۲۷۰)

اعلیٰ حضرت غیب داں تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عطا کئے ہوئے علوم کے ذریعہ وصال سے چار ماہ بائیس دن پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ مجھے ۱۳۴۰ھ میں دنیائے فانی سے کوچ کر کے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہونا ہے۔ چنانچہ تین رمضان شریف ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء کو کئی اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے قلم حق سے یہ آیت کریمہ تحریر فرمائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ (پ۲۹، رکوع۱۹)

۴۰ ۱۳ھ

ترجمہ: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔ (کنز الایمان)

اللہ اکبر: سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشق صادق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں وہ آیت مقدسہ بھی تحریر کر دی جو ان کے مادۂ تاریخ وصال پر مشتمل ہے۔

اور پھر دنیا نے دیکھ بھی لیا کہ اپنا مادۂ تاریخ وصال پیش کرنے والا ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال فرماتا ہے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۷۲)

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

اعلیٰ حضرت کی نگاہوں سے پردے اٹھ چکے تھے

جبلپور کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان فرمارہے تھے، کہ دوران تقریر مجلس میں حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب اور ایک مرد صالح موجود تھے، دونوں بزرگوں نے بیان کیا، درمیان تقریر ہماری آنکھ لگ گئی ہم سو گئے، ہم نے ایک عجیب جلوۂ نور دیکھا اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر بند کر کے منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے، تمام حاضرین بھی کھڑے ہو گئے اور سب کے سب صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر تمام حاضرین تعجب و حیرت میں تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقریر بند کر کے منبر سے اتر کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔ جب حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب قبلہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ دوران تقریر میں محو خواب ہو گیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت دوران تقریر منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے اس کی وجہ کیا تھی۔ حضرت برہان ملت خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے تھے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سر کی آنکھوں سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کر رہے تھے۔ (ملخص، کرامات اعلیٰ حضرت، ص: ۹۸)

حضرات! ایسا ہی واقعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک وعظ میں پیش آیا تھا اور اعلیٰ حضرت نائب غوث اعظم ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تم ہی پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت مظہر غوث اعظم تھے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین اسلام کی بھی خدمت اور محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت اور غلامی کے لئے چن لیا تھا۔

اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص عنایتوں کی جلوہ گاہ تھی، خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک بہت عمدہ اور اونچی سواری ہے۔ حضرت والد ماجد نے مجھے پکڑ کر اس اونچی سواری پر سوار کیا اور فرمایا کہ گیارہ درجہ تک تو میں نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اس سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی مراد ہے۔ (الملفوظ، ح:۳،ص:۶۱۔ سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۳۱)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں تو طریقت میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم ہیں۔ اسی لئے قطب وولی اور مجذوب بزرگ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام وادب کرتے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

بریلی شریف میں ایک مجذوب بزرگ دینا میاں رہتے تھے جن کی زبان پوربی تھی اور وہ ایک لنگوٹی پہنا کرتے تھے مگر میں ان کی باتوں کو قارئین کی آسانی کے لئے اردو میں لکھ رہا ہوں۔

حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ٹرین کو اپنی کرامت سے روک دیا تھا۔ شہر بریلی کے ہندو مسلمان سبھی ان کے نام سے واقف ہیں ایک دن ان کا گزر محلہ سوداگران میں ہوا جب وہ بزرگ اعلیٰ حضرت کی مسجد کے سامنے پہونچے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ اقدس سے تشریف لا رہے تھے مجذوب بزرگ حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو دیکھ کر بھاگے اور ایک گلی میں جاکر چھپ گئے لوگوں نے کہا میاں کیوں بھاگتے پھرتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بابا مولوی صاحب آرہے ہیں لوگ بولے کہ مولوی صاحب آرہے ہیں تو کیا ہوا۔ تو انہوں نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا فرج کھلے ہوئے ہیں یعنی جسم کا وہ حصہ کھلا ہوا ہے تو ایسی حالت میں مجدد وقت نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہونا ان کے احترام کے خلاف ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۳۱)

غلاموں کو بتادو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

حضرات! محبوب سبحانی پیر لاثانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سراپا کرامت تھی تو آپ کے مظہر ونائب۔ آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس سے بھی روحانیت وکرامت کے جلووں کا ظہور ہوتا تھا۔ اعلیٰ حضرت صرف عالم ہی نہیں بلکہ عارف وصوفی اور باکرامت ولی اور قطب بھی تھے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

وفی انفسکم افلا تبصرون
وفی السماء رزقکم وما توعدون

﴿۲﴾

صفر المظفر

چوتھا جمعہ.................................دوسرا بیان
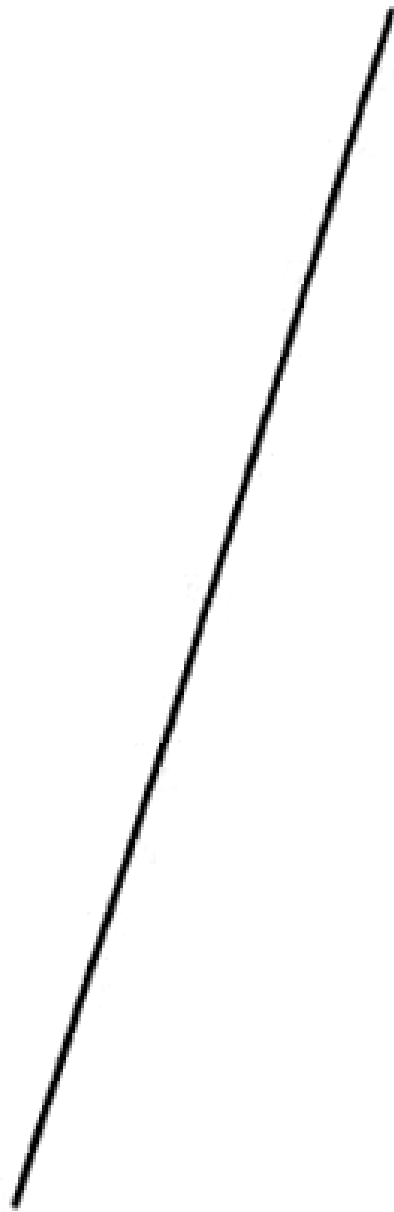
امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کے ارشادات اور کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸،رکوع۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مولانا غلام حسین صاحب جو علوم نجوم میں بڑے کمال کے ماہر تھے۔ ستاروں کی شناخت اور اس کے نتائج نکالنے میں کافی ملکہ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ مولانا غلام رسول صاحب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بارش کا کیا اندازہ ہے؟ بارش کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینے میں پانی نہیں ہے۔ آئندہ ماہ میں بارش ہوگی یہ کہہ کر زائچہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وضع نہیں دیکھتے؟ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محترم میں سب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ستاروں کی وضع اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت کیا بج رہے ہیں۔ سامنے دیوار پر کلاک یعنی گھڑی دیکھ کر انہوں نے کہا سوا گیارہ بج رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ وہ صاحب بولے پون گھنٹہ۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اس سے پہلے

بارہ بج جائے تو۔ وہ صاحب بولے ہرگز نہیں۔ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجے گا۔ اعلیٰ حضرت اٹھے اور گھڑی کی بڑی سوئی گھمادی۔ اسی وقت فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد بارہ بجے گا اور بارہ تو بج گیا۔ وہ صاحب بولے گھڑی کی سوئی گھمادی گئی ہے ورنہ حساب سے تو پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہونچادے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا فرمانا تھا کہ چاروں جانب سے گھنگھور گھٹا چھائی اور پانی برسنے لگا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۶۲، ج: ۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس قدر محبوب ومقبول تھے کہ آپ کی مرضی ہوگئی تو بغیر موسم کے بارش ہونے لگی۔

اعلیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے میت کی بخشش ہوگئی

بریلی شریف میں نواب ضمیر خاں کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ کی آرزو وتمنا کے مطابق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رات میں ان کی بی، بی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر بہت خوش ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔ جس کی توقع بظاہر ان کے اعمال کے اعتبار سے نہ تھی۔ بی بی صاحبہ نے خوشی اور اچھی حالت کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری نماز جنازہ پڑھی اور ان کی دعاؤں کے سبب میرے سب گناہ بخش دیئے گئے اور میں بہت خوش اور اچھی حالت میں ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۲)

حضرات! اس واقعہ سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ نیکوں سے نماز جنازہ پڑھانی چاہئے اور نیکوں کی دعائیں لینی چاہئے اس لئے کہ نیکوں کی دعا سے گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھ کر غیر مقلد مولوی تائب ہوگیا

منشی لطافت حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک غیر مقلد مولوی مرادآبادی سے میری ایک مسئلہ میں بحث ہوگئی وہ غیر مقلد مولوی صاحب سے جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے لگے۔ منشی لطافت حسین صاحب نے کہا کہ آپ کو اس مسئلہ میں شبہ ہے تو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بریلی شریف چل کر گفتگو کر کے

مسئلہ حل کر لیجئے کرایہ وغیرہ اخراجات میں برداشت کرلوں گا وہ غیر مقلد مولوی صاحب بولے میں بریلی اعلیٰحضرت کے پاس نہیں جاؤں گا۔

رات کو غیر مقلد مولوی صاحب نے خواب دیکھا کہ انہیں کسی جگہ جانا ہے۔ بیچ میں ایک بڑا دریا ہے۔ کشتی کا پتہ نہیں، اسی فکر میں تھے کہ دو سوار کہ خشکی کی طرف آرہے ہیں اور دریا میں جا رہے ہیں۔ غیر مقلد مولوی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ مجھے لیتے چلئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے۔ یہ شخص ناپاک ہے۔ غیر مقلد مولوی صاحب کو سخت تعجب ہوا کہ میں تو بڑا پکا مؤحد یعنی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مولوی ہوں، مجھے ناپاک کس وجہ سے فرمایا؟

غیر مقلد مولوی صاحب کو خیال آیا کہ شاید مولانا احمد رضا صاحب کی شان میں گستاخی اور غیر مقلد ہونے کی وجہ سے ایسا فرمایا۔ اسی تردد میں تھے کہ کچھ دنوں کے بعد دوسرا خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا اور عظیم الشان شہر ہے۔ اس کا پھاٹک بھی بہت بڑا ہے۔ اور دونوں جانب دربان کھڑے ہیں اور لوگ اندر جا رہے ہیں، جو شخص اندر جانا چاہتا ہے تو دربان اس سے کچھ پوچھتے ہیں اور چٹھی مانگتے ہیں، جو شخص چٹھی دکھا دیتا ہے اس کو شہر کے اندر جانے دیتے ہیں۔ میں نے بھی پوچھا کہ یہ شہر کیا جگہ ہے؟ دربان نے کہا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دربار ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی جانے دیا جائے تو دربان نے پوچھا کہ تمہارے پاس چٹھی ہے؟ میں نے کہا میرے پاس چٹھی نہیں ہے۔ دربان نے کہا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھ کر آتا ہوں۔ وہ اجازت لینے گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اس شخص سے کہہ دو کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے۔ میں نے جا کر اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے تو اس شخص نے کہا کہ کیسے پاک وصاف ہو کر آؤں اور چٹھی کہاں سے لاؤں؟ پھر دربان نے جا کر معلوم کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا بریلوی سے پاک وصاف ہو کر آؤ اور انہیں سے چٹھی بھی لے کر آؤ اس وقت آنکھ کھل گئی پھر سونا حرام ہو گیا۔ پھر غیر مقلد مولوی صاحب بریلی شریف حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر کر رونے لگے۔ روتے روتے ہچکیاں بند گئیں اور سب حال عرض کیا تو بیعت کیا، داخل سلسلہ ہو کر مرید ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہی چٹھی ہے اور جس کشتی کی تلاش میں تھے وہ پیر و مرشد ہے (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۳)

حضرات! سہاگن وہی ہے جسے پیا چاہے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عزت اور بلند مقام ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہونچے کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و الفت لازم ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت ضروری ہے ورنہ

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

یعنی ہدایت پانے کی بجائے گمراہ ہوسکتا ہے۔

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

(۴) اعلیٰ حضرت قطب تھے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید عبدالرحیم خاں صاحب سلطان پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب بریلی کے رہنے والے وہ پیلی بھیت اکثر جایا کرتے تھے، پیلی بھیت کے جنگل میں ایک خدا رسیدہ فقیر رہتے تھے، وہ صاحب ان کی تلاش میں رہا کرتے تھے، وہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں پیلی بھیت کے جنگل میں اس اللہ والے بزرگ کی تلاش میں رہا کرتا تھا، اتفاقاً ایک دن اس فقیر سے جنگل میں ملاقات ہوگئی، بہت ہی بوڑھے آدمی تھے۔ میں نے سلام کیا، جواب دیا اور کہا کہ بچہ یہاں کہاں آگیا؟ بھاگ بھاگ یہ شیروں کا جنگل ہے۔ میں بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے ایک شیر آرہا ہے۔ میں نے کہا، حضرت بچایئے شیر آرہا ہے۔ ان بزرگ نے شیر کی طرف دیکھا، شیر وہیں کھڑا رہ گیا اور مجھ سے فرمایا تو یہاں سے چلا جا تیرا حصہ یہاں نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا حصہ کہاں ہے؟ میری دلی تمنا یہی ہے کہ حضور ہی سے مرید ہوں گا۔ تو اس بزرگ فقیر نے فرمایا کہ بریلی محلہ سوداگران میں ایک قطب مولوی ہے، تیرا حصہ وہاں ہے۔ میں نے نام پوچھا تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی لیا اور مجھے اپنے ساتھ جنگل کے باہر لاکر واپس چلے گئے اس کے بعد میں بریلی شریف آیا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۵)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے وہ نیک و پارسا بندے جو جنگلوں میں رہ کر اپنی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارتے ہیں ایسے خدا والے نیک و پارسا بندے اولیاء اللہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے مقام و منصب کو پہچانتے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطب و ولی فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید کراتے نظر آتے ہیں۔

ولی را ولی می شناسد یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں۔

(۵) اعلیٰ حضرت ہر جگہ مریدوں کے ساتھ ہیں

مولوی اعجاز ولی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۲۰ھ ہجری میں والدین کریمین حج کے لئے جانے لگے تو والدہ صاحبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اجازت چاہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر دوبارہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں، میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ والدہ ماجدہ حج کے لئے روانہ ہوگئیں۔

ایک رات کی بات ہے کہ والدہ صاحبہ حطیم کعبہ میں نفل پڑھ رہی تھیں کہ لوگوں کا ہجوم آگیا اور ساتھ والے سب جدا ہو گئے۔ والدہ صاحبہ بہت گھبرائیں اور خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ اب کون سا وقت آئے گا جس میں مدد فرمائیں گے؟ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ راستہ ملنا دشوار تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، ارادہ کیا کہ سلام کریں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عربی زبان میں فرمایا۔ اس قدر ہجوم کے باوجود مجھے راستہ مل گیا اور والدہ صاحبہ آسانی کے ساتھ وہاں سے چلی آئیں اور جب حرم شریف کے دروازہ کے باہر آئیں تو والد صاحب مل گئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۶)

والدہ صاحبہ جب حج سے واپس بریلی شریف آئیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ خاموش سنتے رہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۶)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم اور قطب الارشاد تھے اور جو قطب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب اور جہاں چاہتا ہے آتا ہے اور جاتا ہے۔

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بعد وصال کی کرامت

(۶) اعلیٰ حضرت نے خواب میں آ کر تسلی دی: جناب محمد حسین رضوی صاحب کا بیان ہے کہ میں اتنا سخت بیمار ہوا کہ پریشان ہو گیا، میں اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا، رو رو کر دعا مانگی کہ حضور ایک لڑکی سوا مہینے کی ہے، باقی سب بچے بھی چھوٹے ہیں۔ حضور میرا گھر تباہ ہو جائے گا دعا فرما دیجئے۔ حضور اپنی حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے پیر و مرشد حشر میں، قبر میں ہر جگہ مدد کرتا ہے۔ حضور اس وقت سے زیادہ کون وقت ہوگا؟ میرے لئے دعا فرمایئے اور اسی حالت میں بہت رویا کہ انہیں دنوں میں میری منجھلی لڑکی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تیرے والد اس قدر ناامید ہو گئے ہیں، ان سے کہہ دو کہ بہت جلد آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دن ہی گزرے تھے کہ بیماری جاتی رہی اور شفا نصیب ہو گئی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۶)

حضرات! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس و انور بیماروں مریضوں کے لئے شفا خانہ ہے اور جو شخص صدق دل اور سچی نیت سے آقائے نعمت مرشدِ شریعت و طریقت مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً شفا نصیب فرماتا ہے اور اس کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

غلاموں کو بنا دو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات

حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری مرتبہ حج کے لئے گئے، مکہ معظمہ میں آپ کو بخار تھا، محرم شریف کے آخری دنوں میں طبیعت ٹھیک ہوئی تو آپ نے غسل فرما کر حمام سے باہر آ کر دیکھا

کہ گھٹا چھا گئی ہے، حرم شریف تک پہنچتے پہنچتے بارش شروع ہوگئی، مجھے حدیث شریف یاد آئی کہ جو بارش میں طواف کرے وہ رحمتِ الٰہی میں تیرتا ہے۔ اسی وقت حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں کعبہ کا طواف کیا۔ بخار سردی کی وجہ سے پھر لوٹ آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخار دیکھ کر فرمایا کہ ایک ضعیف حدیث کے لئے آپ نے اپنی جان کو تکلیف دی اور بے احتیاطی فرمائی۔

حضرات! عاشق رسول آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ نے فرمایا حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے۔ (الملفوظ، ج:۲، ص:۲۵)

حضرات! بہت سی حدیثیں جو اپنی سندوں کی وجہ سے محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں مگر صاحب روحانیت اولیاء کرام کے نزدیک کشف و مشاہدہ کے باعث قوی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب منیر العین فی تقبیل الابہامین میں اس کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل بالاتفاق جائز ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوزکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار المنتخب من کلامِ سید الابرار میں فرماتے ہیں:

محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی رغبت اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ومستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔

(۲) علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں:

غسل کرنے کے بعد بدن کو رومال سے پوچھنا مستحب ہے کہ امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے۔ یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر میں بیان فرماتے ہیں:

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے، اسی لئے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

اسی طرح کی باتیں امام جلال الدین سیوطی نے طلوع الثریا باظہار ارکان خفیا میں اور امام ابن الہمام نے المقتد المضید فی تحقیق کلمۃ التوحید میں اور سیدی عبد الغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اور امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں لکھی ہیں۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۵۲)

حضرات! محبوب خدا مختار دو عالم سید عالم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹایا، نکالا۔ حتیٰ کی عصر کا وقت ہو گیا اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضرات! وہابی دیوبندی اس حدیث شریف کو ضعیف حدیث ہونے کی وجہ سے اس کی فضیلت سے انکار کرتے ہیں اور اسی طرح کچھ سنی کہلانے والے وہابیوں، دیوبندیوں سے گھمیل میل رکھنے والے بھی اس حدیث شریف کی فضیلت کے منکر نظر آتے ہیں۔

امام طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب خیضری و امام حافظ عسقلانی و امام حافظ سیوطی وغیرہم نے حسن و صحیح کہا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۱۴۹)

اے ایمان والو! ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا برص یعنی کوڑھ پیدا کرتا ہے، ایک بزرگ عالم، (علامہ امیر ابن الحاج مکی صاحب مدخل) نے ضعیف حدیث کا خیال کر کے بدھ کو ناخن کتروالئے تو ان کو برص یعنی کوڑھ کا مرض ہو گیا، رات کو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے بدھ کے دن ناخن کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اس بزرگ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے نزدیک یہ حدیث صحت کو نہ پہنچی تھی۔ یعنی میں نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اتنا کافی نہ تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر شافی و نافی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست شفا ان کے (بیمار) بدن پر لگا دیا (تو وہ بزرگ) فوراً اچھے ہو گئے۔ (کوڑھ کا مرض ختم ہو گیا) اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث شریف سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۶۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضعیف حدیثوں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ

کرتے جو کسی نصِ شرعی کے مخالف نہ ہوتیں اور فضائل اعمال میں پورے اعتماد کے ساتھ ان پر عمل کرتے۔

حضرات! آج کل کچھ لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض و عناد میں آپ کی پیش کی ہوئی بعض ضعیف حدیثوں کو ضعیف کہہ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور اشعار قابلِ اعتماد نہیں ہیں جب کہ ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں ظاہر اور ثابت ہے کہ ضعیف حدیث جو کسی نصِ شرعی کے مخالف نہ ہو فضائل میں جائز و مستحب ہے۔

مخالف سے گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی تحریر ایسی پیش کردے جو کسی نصِ شرعی کی مخالف ہو۔ فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

اذان ثانی کے مسئلہ میں منہ کی کھائی ہے

آج تک کوئی حدیث ثبوت میں نہ پیش کر سکے کہ اذان ثانی مسجد کے اندر دینا سنت ہے۔ بغض رضا کتنا سنگین جرم ثابت ہوا کہ سنت کی مخالفت کا داغ تمہارا مقدر بن گیا اور یہ بدنما داغ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے توبہ کرلو ورنہ۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

(۲) مجاہدہ کسے کہتے ہیں

مجاہدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے اسّی برس درکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم و رحمت ہو جائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی خود کارفرما ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ دنیوی ذرائع معاش اور دینی خدمات سب کو چھوڑنا پڑے گا؟ فرمایا: اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیتِ صالح ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ ہے۔

حضرت امام ابو اسحاق اسفرائینی جب انہیں بد مذہبوں کی گمراہی کی خبر ہوئی تو ان علماء کے پاس تشریف لے گئے جو دنیا چھوڑ کر پہاڑوں میں مجاہدہ کر رہے تھے، ان سے فرمایا اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فتنوں میں ہے۔ تو ان علماء نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے، ہم سے ہو نہیں سکتا۔ امام وہاں سے واپس آئے اور بد مذہبوں کے رد میں دریا بہا دیئے۔ (الملفوظ، ج:۱، ص:۸)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ص:۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا معنی پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بدمذہب نہ ہو)

(۲) پیر کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج۲، ص۴۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۲۷)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا معنی پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بدمذہب نہ ہو)

(۲) پیر کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج۲، ص۴۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۲۷)

حضرات! یہ چاروں شرطیں اس شخص میں ہونا لازم ہیں جس کو پیر و مرشد بنایا جائے پھر اسی سلسلے میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگ بیعت ہونا مرید ہونا ایک رسم سمجھ کر ہو جاتے ہیں، حقیقت میں بیعت کا معنی نہیں جانتے۔

اعلیٰ حضرت سچے مرید کی پہچان بتاتے ہیں

بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال دوں ان کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ (الملفوظ، ج۲، ص:۴۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۳۷)

فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو پیر و مرشد کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیوض و انوار قلب شیخ پر فائز ہوتے ہیں اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ ہر جگہ شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی اور پھر ہر حال میں اپنے پیر و مرشد کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔ (فص الملفوظ، ج۳، ص:۳۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد مبارک اور تعلیم فرمائی ہوئی دعاؤں پر کس قدر یقین اور اطمینان حاصل تھا۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں مرض طاعون شدت کے ساتھ پھیلا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدت سے بخار ہوا۔ اور کان کے پیچھے گلٹیاں نکل آئیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی ایک طبیب کو لائے۔ طبیب نے یہ کیفیت دیکھ کر بار بار کہا کہ یہ طاعون کا مرض ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ کبھی طاعون ہوگا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا، اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۝

جن، جن امراض کے مریضوں اور جن، جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اس دعا کو پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ و مامون اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین کامل کی بدولت اس مرض سے محفوظ رہے اور شفایاب ہوگئے۔ (فیض الملفوظ، ج:۱، ص:۱۵)

حضرات! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر ارشاد حق ہے۔ ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان غلط ہو جائے اور پورا نہ ہو۔ ہر مومن و مسلمان کو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہر ارشاد و فرمان پر یقین کامل رکھنا چاہئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کو عمل میں لانا چاہئے۔

نذرانہ قبول کرنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک صاحب مرید ہوئے اور نذرانہ پیش کیا۔ فرمایا اس کی کیوں تکلیف کی؟ انہوں نے عرض کیا، حضور! میری خوشی اسی میں ہے کہ حضور اسے قبول فرمالیں۔

الحمد للہ کہ حضور نے ہدیہ مختصر قبول فرمالیا اور ارشاد فرمایا کہ میں پہلے نذر نہیں لیا کرتا تھا مگر جب سے یہ حدیث شریف میری نظر سے گزری کہ کوئی شخص دے تو لے لے ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مانگے گا اور نہ ملے گا بعد میں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۴)

پاؤں چومنے پر ناراضگی

ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں چوم لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت رنج ہوا اور چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ فرمایا اس سے بہتر تھا کہ میرے سینے میں تلوار کی نوک پیوست کر کے پیٹھ کی طرف نکال لیتے۔ مجھے سخت اذیت اس سے ہوئی۔ خوب یاد رکھو، اب کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۴)

عشرۂ محرم میں سبز، سرخ، سیاہ رنگ کا لباس پہننا منع ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم شریف کی پہلی تاریخ سے دس محرم تک سبز، سرخ، سیاہ لباس پہننے سے منع فرماتے۔ (ملخص، حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۴)

مسجد کا احترام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشِ مسجد پر ایڑی اور انگوٹے کے بل چلا کرتے تھے کہ دھمک پیدا نہ ہو۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۶)

مسجد میں آکر فوراً نیت باندھنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں آکر سنتوں کی نیت اس وقت باندھتے ہیں جب تھوڑی دیر بیٹھ لیتے ہیں۔ حالانکہ مسجد میں آتے ہی بلا تاخیر نیت باندھنا چاہئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۶)

نماز میں چادر اوڑھنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے وقت اگر چادر جسم پر ہے تو سر سے اوڑھے شانوں (کندھوں) سے نہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۷)

دفع وسواس کی تدبیر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سو کر اٹھتے ہی تین مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے تمام وسوسوں سے بچار ہے گا اور دن بھر اس کی برکت اس کے خیالات پر حاوی رہے گی۔

(ملخص، حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۸)

حضرات! حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کو دو مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے رات بھر ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے۔

عمامہ، مصلیٰ اور پائجامہ سر کے نیچے نہیں رکھنا چاہئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سر کے نیچے عمامہ اور مصلیٰ اور پائجامہ نہیں رکھنا چاہئے اور عمامہ کے شملہ سے ناک، منہ صاف نہیں کرنا چاہئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳،ص ۹۰)

مزار پر حاضری کے آداب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) صاحب قبر کی پائنتی سے مواجہہ میں باادب حاضر ہو کر سلام عرض کرے لیکن سلام کے وقت بقدر رکوع نہ جھکے کہ غیر خدا کے لئے اتنا خمیدہ ہونا ممنوع ہے۔

(۲) مزار شریف (قبر شریف) سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔

(۳) مزار کو پشت نہ ہونے پائے۔

(۴) حجرہ خاص کے اندر بے باکانہ کسی سے کلام نہ ہو، کم سے کم اتنا پاس ولحاظ رکھے جتنا حیاتِ ظاہری میں رکھتا تھا کہ بعد وصال کہیں زیادہ ادراک ہو جاتا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۹۳)

اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں

مولانا کوثر نیازی دیوبندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان مسئلہ تکفیر پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں میرے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی کبھی کبھی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو انہیں فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں تمہیں ہمارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

اور مولانا کوثر نیازی دیوبندی پھر لکھتے ہیں کم وبیش اسی طرح کا ایک واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا، وہ فرماتے ہیں:

جب مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع دی۔ مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ جب دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے

پوچھا، وہ یعنی اعلیٰ حضرت تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔

تو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہینِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

مولانا اشرف علی تھانوی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (اسوۂ اکابر، ص:۱۸، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:۱۰۸)

حضرت والا اشرف علی تھانوی مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے اور شدومد کے ساتھ فرمایا کرتے کہ ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور ہم لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔ (اشرف السوانح، ج:۱، ص:۱۲۹)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں (مولانا) احمد رضا خاں صاحب کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

(بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:۱۰۸)

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دیوبند لکھتے ہیں: اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند ایسے ہی (گستاخ و بے ادب) تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خاں صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب، ص:۱۲)

مولانا کوثر نیازی دیوبندی

مولانا کوثر نیازی دیوبندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان لکھتے ہیں: بریلی میں ایک شخص پیدا ہوا جو نعت گوئی کا امام تھا اور احمد رضا خاں بریلوی جس کا نام تھا، ان سے ممکن ہے بعض پہلوؤں میں لوگوں کو اختلاف

ہو، عقیدوں میں اختلاف ہو، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نعتوں میں کوٹ، کوٹ کر بھرا ہے۔ (مغان نعت، ص:۲۹، کراچی، ۱۹۷۵ء، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص:۱۱۰)

پھر مولوی کوثر نیازی دیوبندی لکھتے ہیں: ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی امتیازی شان ان کا عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہے جس میں وہ سرتا پاڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے اور مذہبی تقریبات میں بڑے ذوق وشوق سے اور احترام سے پڑھا جاتا ہے۔

(انداز بیاں، ص:۸۹، بحوالہ عاشق رسول، ص:۹، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص:۱۱۱)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور دوسرے وہابی، دیوبندی مولوی ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کہہ رہے ہیں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے بڑے مولانا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تو یہاں تک کہتے نظر آتے ہیں کہ اگر موقع ملتا تو میں ان کے پیچھے نماز ادا کرتا۔ تو گویا دیوبندی حضرات بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں جبھی تو اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی فضل وحق وہی ہے کہ دشمن بھی گواہی دے۔

اعلیٰ حضرت کی آخری مجلس

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سخت علالت کے زمانے میں نقاہت و کمزوری کے باوجود بھی آپ کی ہر مجلس، وعظ ونصیحت کا ذخیرہ ہوا کرتی۔ علالت کے زمانے میں آپ کثرت سے اپنے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر فرمایا کرتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا کرتے۔ آپ کی خشیت اور گریہ وزاری کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث بیان فرماتے تو خود آپ کی اور حاضرین مجلس کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں۔ اکثر فرمایا کرتے کہ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔ کبھی فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ بخش دے تو یہ اس کا فضل ہے اور نہ بخشے تو اس کا عدل ہے۔ ایک دن لوگوں کو کاشانۂ اقدس پر طلب فرمایا اور دین وایمان کو بچانے کے سلسلہ میں ان کو سخت تاکید اور نصیحت فرمائی، وعظ ونصیحت کی اس آخری مجلس میں آپ نے جو ایمان افروز تقریر فرمائی اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں گا، تین ہی وقت ہوتے ہیں: بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچپن گیا، جوانی آئی۔ جوانی گئی، بڑھاپا آیا اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔

اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں اور فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سب سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے صحابۂ کرام روشن ہوئے، صحابۂ کرام سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں کی سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا، جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے (وصایا شریف، بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۷۸)

اعلیٰ حضرت کی وصیت کہ میری قبر کو کشادہ رکھنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے عاشق رسول تھے کہ آپ نے وصال شریف سے پہلے دفن کے بارے میں یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر کو اتنا کشادہ رکھنا کہ جب میرے مشفق و مہربان

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری قبر میں تشریف لائیں تو میں قبر میں اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و ادب کے لئے کھڑا ہو سکوں۔ (ذکر رضا، ص ۳۴)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا دنیا والوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب دنیا میں محفل میلاد وغیرہ میں ہم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں تو جب قبر میں پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تو میں کس طرح قبر میں لیٹا رہوں گا اس لئے میری قبر کو اس قدر گہری اور کشادہ رکھنا کہ ہم وہاں بھی کھڑے ہو کر پڑھیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا وصال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچیس صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ مبارکہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح کی پکار سنی ادھر روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب جو وصال کے وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں موجود تھے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔

وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے تو ارشاد فرمایا کہ تصاویر ہٹا دو (حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ) یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خیال آنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا: یہی کارڈ، لفافہ روپیہ، پیسہ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا حامد رضا صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر کے قرآن لاؤ اور حضرت مولانا مصطفیٰ رضا سے پھر ارشاد فرمایا سورہ یٰس اور سورہ رعد شریف کی تلاوت کرو۔

اب آپ کی عمر شریف کے چند منٹ رہ گئے ہیں کچھ لوگ اس وقت حاضر بارگاہ ہوئے، آپ نے سب کے سلام کا جواب دیا اور سید محمود علی صاحب نے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا اور حال دریافت کیا گیا مگر آپ اس

وقت حاکم مطلق، محبوب حقیقی جل مجدہ کی طرف متوجہ تھے، کچھ نہ ارشاد فرمایا، سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے، تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پورا پڑھا، پھر اس کے بعد طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکرِ پاس، انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ اس کے غایب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنہیں (سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ایک جھلک دکھادیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

(ملخص سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۸۱، ۳۸۲)

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اعلیٰ حضرت بارگاہِ رسول میں

مشہور عاشقِ رضا، ولی کامل حضرت مولانا شاہ بدرالدین احمد قادری برکاتی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ادھر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ دنیائے فانی سے روانہ ہورہے ہیں اور ادھر بیت المقدس سے ایک شامی بزرگ ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہورہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے، وہ شامی بزرگ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں، باپ حضور پر قربان! کس کا انتظار ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بےداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی

طرف چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اس دنیا سے روانہ ہو چکا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسول میں معلوم ہوتی ہے۔

کیوں نہ ہو عاشق رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۸۵، ۳۸۶)

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عبقری عصر اور نابغۂ روزگار شخصیت تھے

حضرت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی، پاکستان لکھتے ہیں کہ آج کل عبقری اور نابغہ، کا لفظ بہت سستا ہو گیا ہے اور ہر تیسرا چوتھا پڑھا لکھا آدمی خود کو عبقری اور نابغہ کہلوانے پر مصر ہے اور علامہ ہونا تو ہر ایک کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے جس کی بازار میں ,ذرا سی بکری' ہو وہ عبقری بن جاتا ہے اور جس کو معمولی سی قوت ناطقہ مل جائے وہ نابغہ ہو جاتا ہے، حالانکہ (۱) سر منڈانے سے کوئی قلندر اور یونان میں پیدا ہونے سے کوئی سکندر نہیں بن جاتا۔

(۲) آداب قلندری سے ہر شخص آگاہ نہیں ہوتا اور شان سکندری کا ہر فرد حامل نہیں ہوتا۔

اس لئے عبقری اور نابغہ، صدی بھر میں دو چار ہی ہوتے ہیں۔ اگر ان کی قطاریں لگنی شروع ہو جائیں تو ہر ڈھیلے کے نیچے سے ارسطو اور افلاطون ہی برآمد ہوں گے۔ صورت حال اگر اس طرح ہو تو کسان کھیتوں میں گاجر مولی لگانے کے بجائے سقراط اور بقراط لگانا شروع کر دیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبقریٔ عصر اور نابغہ روزگار شخصیت تھے جن کی علمی تحقیقات سے استفادہ کرنے کے لئے بذات خود تخلیقی ذہن درکار ہے۔ روایتی ذہن تو چار قدم چل کر ہانپ جاتا ہے۔ میری بات پر اعتبار نہ آئے تو ان کی تصنیفات کی فہرست ملاحظہ کر لیجئے، متن تو دور کی بات ہے فقط کتابوں کے نام سمجھنے کے لئے المنجد جیسے لغت کی ہمہ وقت ضرورت لاحق رہتی ہے۔ مثلاً علم لوگارثم، علم تکسیر، علم زیجات، علم ارثما طیقی، علم توقیت اور ٹریگو میٹری پر ان کی تحقیقات پڑھنے اور سمجھنے والے لوگ اس خطے میں کتنے ہوں گے؟ شاید بڑی آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنے جا سکیں۔ (امام احمد رضا نمبر جولائی ۱۹۹۶ء)

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر

علامہ مولانا محمد احمد رضوی مصباحی لکھتے ہیں:

امام احمد رضا کی زندگی کو جس قدر گہری نظر سے دیکھا جائے گا اس طرح کے آبدار موتیوں کی جلوہ ریزیاں عام ہوتی نظر آئیں گی، ان جلوؤں کو کوئی کہاں تک سمیٹے؟ مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر۔ مختصر یہ کہ اخلاص اور للّٰہیت نے ان کے قلب وذہن کو پوری طرح معطر کر رکھا تھا۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۷۶)

کسی بھی شخصیت کو اس کے معاصرین زیادہ پہچان سکتے ہیں اور ان لوگوں کا بیان زیادہ معتبر ہوگا جو علم وفن میں خود بلند رتبہ ہوں اور جنہیں اس شخصیت سے ملاقات اور اسے جانچنے پرکھنے کا موقعہ ملا ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے سفرِ حج میں اکابر علمائے حرمین سے ملاقاتیں کیں، ان کے ساتھ علمی مجلسیں بھی رہتیں۔ انہوں نے امام احمد رضا کی باتیں بھی سنیں، زبانی بحثیں بھی دیکھیں، رشحاتِ قلم بھی ملاحظہ فرمائے، کردار و عمل، افکار وخیالات کا بھی جائزہ لیا، ان سب کے بعد امام احمد رضا کی مدح میں انہوں نے جو ارشادات تحریر کئے انصاف کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے کافی ہیں۔

وہ حضرات ایسے عجمی اور کم علم نہ تھے جو ایک ہندی کے علم وفضل سے بلاوجہ متاثر ہو جائیں اور معرفت وحقیقت میں اس کے پایۂ بلند کا تحریری اعتراف کرنے لگیں، ان کا قلم ایسا بے احتیاط اور بے لگام نہ تھا کہ تحقیق وتفتیش کے بغیر ایک شخص کے لئے مدائح کا دفتر تیار کر دے۔ حرم کی سرزمین پر تو دنیا بھر کے علماء ومشائخ پہنچتے رہتے تھے لیکن وہ اکابر کس سے متاثر ہوئے؟ اور کس کے علم وفضل کا خطبہ پڑھے، اس سلسلہ میں ایک بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔

مدینہ منورہ میں علماء نے امام احمد رضا کا جو اعزاز واکرام کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے شیخ اکرام اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں قیام پزیر ہوں ہندوستان سے ہزار ہا ہزار انسان آتے ہیں جن میں علماء، صلحا، اتقیا، بھی ہوتے ہیں لیکن میری آنکھوں نے یہی دیکھا کہ وہ شہر مبارک کی گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں اور کوئی توجہ دینے والا نہیں ہوتا۔

لیکن آپ کے اعزاز کا یہ حال ہے کہ عوام تو عوام بڑے بڑے علماء اور ارباب علم وفن اصحاب عز وعظمت آپ کی طرف چلے آ رہے ہیں اور آپ کے اکرام وتعظیم میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (الاجازۃ المتینہ، ص: ۷)

ان اکابر علماء نے امام احمد رضا کے علم ظاہر ہی نہیں بلکہ علم باطن اور عرفان وتصوف کی بھی شہادتیں دی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ان شہادتوں پر مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بھی یہ معلوم ہو جائے گا کہ اکابر حرمین نے امام احمد رضا کے علم معرفت اور مقام طریقت کی بلندی کا بھی برملا اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

مزید تحقیق کے لئے وہ کتابیں (یعنی سوانح اعلیٰ حضرت از قلم مولانا بدر الدین احمد قادری) حیات اعلیٰ حضرت از قلم مولانا ظفر الدین بہاری) بھی دیکھی جائے جن سے ان شہادتوں کو جمع کیا گیا ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ یہ اعزاز واعتراف ان اکابر علماء اور جلیل الشان اولیاء کا ہے جن کا ظاہر وباطن شریعت وطریقت کی میزان پر تلا ہوا تھا، جن کی ولایت وبزرگی میں نہ کل کسی کو کلام تھا اور نہ آج ہو سکتا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص: ۱۴۲،۱۴۳)

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار، اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آ کر ملیں نہریں شریعت وطریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ وکعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شانِ تقویٰ سے
کہوں اتقی نہ کیوں کر جب کہ خیر الاتقیاء تم ہو

خلوص مرتضیٰ، خلقِ حسن، عزمِ حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے با خدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ ! کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف وسری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصرا بی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

طور عرفان علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم ہم پہ نارغم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کیلئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول ِمقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزّ و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

﴿۳﴾

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ...پہلا بیان
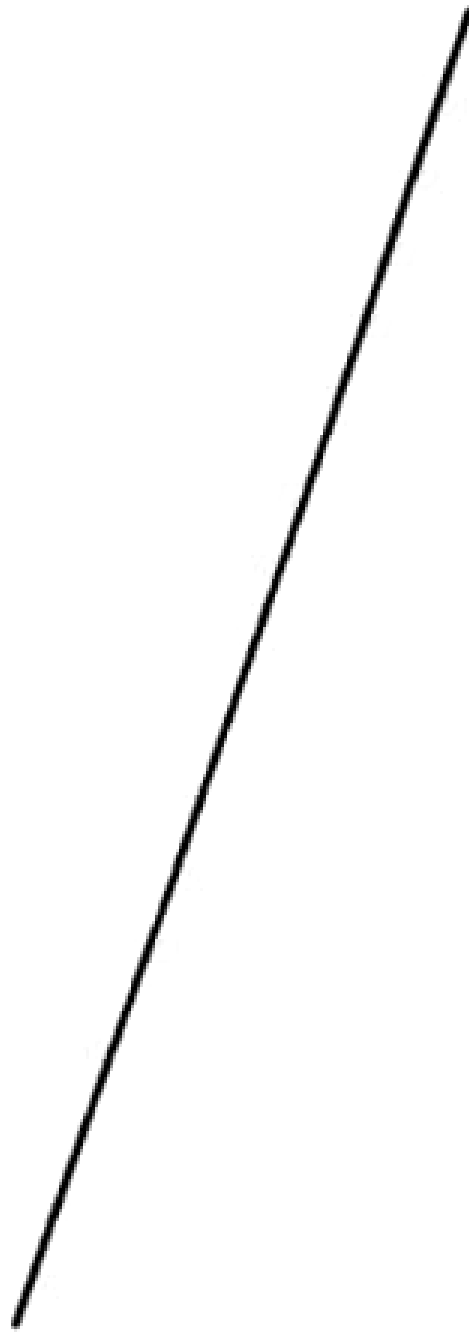
ہمارے حضور ﷺ نور ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ O (پ۶،ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! یہ مبارک مہینہ ربیع النور کا، نور والا مہینہ ہے۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

درود شریف:

دس مفسرین کے اقوال کہ آیت نور میں، نور سے مراد حضور ہیں

حضرات! یہ آیۂ مبارکہ جو میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نور فرمایا ہے اور جمہور مفسرین اور ائمہ کرام ومحدثین عظام نے تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۱) صحابیٔ رسول مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا۔

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن عباس، ص ۷۲)

(۲) امام الکبیر علامہ امام جعفر محمد بن جریر الطبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن جریر، تفسیر بیضاوی ج ۲، ص ۲۱۸)

(۳) علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر خازن ج ۱، ص ۴۱۷)

(۴) امام علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۔ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر مدارک، ج ۱، ص ۴۱۷)

(۵) امام علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَبِالْکِتٰبِ الْقُرْاٰنُ ۔

ترجمہ: بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۵۰۴)

(۶) حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ نُوْرُ النَّبِیِّ ﷺ

ترجمہ: تحقیق کہ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، وہ نور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (تفسیر جلالین شریف، ص:۹۷)

(۷) اور اسی طرح علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح المعانی، ج:۶، ص:۸۷ پر اور۔

(۸) علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان شریف، ج:۱، ص:۵۴۸ پر۔

(۹) اور امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل، ج:۲، ص:۲۳ پر۔

(۱۰) اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں تحریر فرمایا کہ نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور تقویٰ و طہارت اور ولایت و روحانیت والے ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت کیا کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور ہیں۔

خلقِ اول نورِ مصطفیٰ ہے: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

اور عاشقِ مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حدیث نور! مصنف عبد الرزاق میں محدث مدینہ منورہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے دادا استاذ محدث جلیل حضرت امام عبد الرزاق ابوبکر بن ہمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْخَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَنَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذَالِکَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَآءَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَاقَلَمٌ وَلَاجَنَّۃٌ وَّلَانَارٌ وَّلَامَلَکٌ وَّلَاسَمَآءٌ وَّلَااَرْضٌ وَّلَاشَمْسٌ وَّلَاقَمَرٌ وَّلَاجِنِّیٌّ وَّلَا اِنْسِیٌّ (الی آخر الحدیث)

ترجمہ: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا دَور کرتا رہا اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، انسان کچھ نہ تھا۔ (مواہب لدنیہ، ج:۱،ص:۹، شرح زرقانی، ج:۱،ص:۴۶، سیرت حلبیہ، ج:۱،ص:۵۰، فتاوی حدیثیہ ابن حجر مکی، ص:۵۱، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۰۹، انوار محمدیہ، ص:۱۳)

اور وہابیوں، دیوبندیوں کے مشہور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اس حدیث نور کو اپنی کتاب نشر الطیب کے ص:۶ پر لکھا ہے۔

اور! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اَنَامِنْ نُوْرِاللّٰہِ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ ○

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوقات میرے نور سے ہے۔ (مطالع المسرات فی شرح دلائل الخیرات، ص:۲۰۷، مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۱)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَاَلْفَ مِائَۃِ عَامٍ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ (زرقانی، ج:۱،ص:۴۹، تھانوی کی نشر الطیب، ص:۸)

حضرات! بڑے بڑے بزرگوں نے اپنی مستند کتابوں میں جو احادیث کریمہ نقل کی ہیں اس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: کُنْتُ نَبِیًّا وَّادَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ٥
یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔

(بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۳، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۴)

جبرئیل علیہ السلام کی عمر: علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان شریف میں، امام علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت حلبیہ میں اور علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے جواہر البحار فی فضل النبی المختار میں نقل کیا کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں اس کے سوا نہیں جانتا۔ یعنی مجھے اتنا معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارا ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا۔

رَأَیْتُهٗ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ ٥ میں نے اس ستارے کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ یَاجِبْرِیْلُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ اَنَاذَالِکَ الْکَوْکَبُ ٥
اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(روح البیان، ج:۳، ص:۵۴۳، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۳۹، جواہر البحار، ص:۷۷۴)

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم کی پیشانی میں

امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عاشق رسول امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے تھا۔

اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ جَبْهَةِ ادَمَ ٥
یعنی بے شک نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

(تفسیر کبیر، ج:۲، ص:۲۱۸، جواہر البحار، ص:۱۵۳)

محدث ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُّوْرِیْ خَلَقَ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ ٥
ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ (بیان المیلاد النبوی، ص:۲۳)
امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابن سبع کا قول نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَآئِصِہٖ اِنَّ ظِلَّهٗ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ كَانَ نُوْرًا ۝

ترجمہ: ابن سبع نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور تھے۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۶۹)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَ

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ وہ نور ہے کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن ہے اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔ (قصیدۃ النعمان، ص:۲۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدْ خَلَقَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ بِهِ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ ۝

یعنی بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔

(صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ، ص:۹، الحدیقۃ الندیہ، ج:۲، ص:۳۷۵)

حضور کے مسکرانے سے گھر روشن ہو گیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (رات کے وقت) میں کپڑا سل رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، میں نے بہت تلاش کیا مگر سوئی نہ ملی۔

فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ ۝

یعنی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور سے اس قدر اجالا پھیلا کہ گمشدہ سوئی ظاہر ہو گئی، مل گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۶۳، الجامع الصغیر، ص:۶۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا ترا

لکڑی سے روشنی ظاہر ہوئی

دو صحابی رات کے وقت ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم کی بارگاہ نور میں حاضر تھے، بات لمبی ہوگئی وقت زیادہ گزر گیا رات بہت تاریک تھی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی تھا اور روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا تو ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے ایک لکڑی کو اپنے دست نور میں لیکر صحابی کو عطا کی تو اس لکڑی سے روشنی ظاہر ہونے لگی اور اسی روشنی میں دونوں صحابی اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۳۶، ملخصا جامع کرامات اولیا، ص:۳۱۹)

حضرات! ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ والہ سلم اللہ تعالیٰ کے ایسے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم کا دست نور لکڑی کو لگ جائے تو لکڑی سے بھی روشنی اور چمک ظاہر ہونے لگتی ہے۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرت اسید کا چہرہ روشن ہوگیا

یعنی ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست نور حضرت اسید بن ابی ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو ان کا چہرہ اس قدر روشن ہوگیا کہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر بھی روشن ہو جاتا تھا۔

(کنز العمال، ج:۷، ص:۹)

اے ایمان والو! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست نور ہے کہ کالے چہرے پر لگ جائے تو چہرہ ہمیشہ کے لئے روشن ہو جائے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم ایسے نور ہیں جو اپنے غلاموں کو نور کی خیرات دیکر نور والا بنا دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

حضور کے جسم نور کا سایہ نہ تھا

حدیث شریف:

فَقَدْ اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں (نفی الفئی ص ۵۳)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا سورج کے سامنے اور نہ چراغ کی روشنی میں۔

(کتاب الوفاء، ج: ۲، ص: ۴۰۷، بحوالہ نفی الفئی، ص: ۵۳)

حدیث شریف: حضرت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب میں رقم طراز ہیں۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

(انموذج اللبیب، ص: ۵۳، نفی الفئی، ص: ۵۳)

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کا سایہ نہ تھا اس کا ثبوت احادیث کریمہ اور ائمہ کرام ومحدثین عظام کے اقوال وبیانات سے ثابت ہو چکا اور۔

(۱) حافظ رزین محدث وعلامہ ابن سبع نے شفاء الصدور میں (۲) اور علامہ قاضی عیاض نے شفا شریف میں (۳) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں (۴) اور علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں (۵) اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں (۶) اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں (۷) اور شیخ عبدالحق

محدث دہلوی نے (۸) اور شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی نے (۹) اور بحر العلوم مولانا عبد الحی لکھنوی نے (۱۰) اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی وغیرہم نے بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسمِ پاک کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ حضور نور تھے۔ (نفی الفئی، ص:۵۳)

حضور کا سایہ تمام جہان پر ہے

علامہ شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حرمت و بزرگی کے سبب زمین پر نہ پڑنے دیا گیا، باوجود اس کے کہ تمام آدمی (اور تمام جہاں) حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ میں آرام کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بشر ہونا نور کے منافی نہیں۔ (نفی الفئی، ص:۵۳)

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں فرماتے ہیں۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ مَااَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلیٰ ذَالِکَ الظِّلِّ ٥

یعنی حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(تفسیر مدارک ج:۳، ص:۱۳۵، بحوالہ نفی الفئی ص ۵۸)

ملائکہ کا سایہ نہیں: امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ امام اہل سنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالع المسرات شریف میں تحریر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ اَنَامِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ٥ یعنی میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور فرشتے میرے نور سے پیدا کئے گئے۔

اور فرشتوں کا سایہ نہیں ہوتا ہے جو محبوب خدا، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے بنے ہیں اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے بنے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسمِ نور کا سایہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔

(تلخیص قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام، ص:۳۶)

اے ایمان والو! مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انسان ہیں آپ کے آنکھ، کان، ہاتھ، پیر، جسم و جسمانیت ہے اور فرشتہ تو صرف نور ہے بظاہر ہاتھ، پیر، آنکھ، کان جسم و جسمانیت نہیں ہے اس لئے اس کا سایہ نہیں ہے۔

تو ہم اہل سنت کا جواب یہ ہے کہ فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں تو جب ان کا سایہ نہیں ہے تو اللہ کے نور سے بننے والے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ بھی نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ متعدد مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بشری شکل میں انسان کے لباس میں بظاہر کان، ناک، ہاتھ، پیر جسم وجسمانیت کے ساتھ ہمارے سرکار، احمد مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضر ہوتے تو کیا کوئی بدعقیدہ شخص حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سایہ کا ثبوت دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا۔ ہرگز نہیں دے سکتا۔ تو اب ماننا پڑے گا کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا ہے، چاہے نور لباس بشری میں ہو یا لباس بشری میں نہ ہو۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت میں نے دیکھا۔

وَضَعْتُهُ نُوْرًا اَضَاءَ تْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ٥ یعنی کہ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (مسند امام احمد، ج:۴، ص:۱۲۷، دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۸۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت

اَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ٥ یعنی مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ (انوار محمدیہ للامام نبہانی، ص:۲۰)

اور بعض روایت میں ہے۔ اِمْتَلَاءَ تِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوْرًا ٥

یعنی تمام دنیا نور سے بھر گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۱۸، نبی امی اعلیٰ حضرت، ص:۶۵)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی، پورا عالم منور ہو گیا۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہئے کہ ساری دنیا کی دنیا نور ہے

درود شریف:

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ..دوسرا بیان

حضور ﷺ کے ماں، باپ مومن اور جنتی ہیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ وَعَلٰی اُصُوْلِهٖ وَفُرُوْعِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ (رواه ابو نعیم)

درود شریف:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی چمکنے لگی اور حضرت آدم علیہ السلام جو مسجود ملائکہ بنے وہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت تھی۔

مشہور بزرگ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ جَبْهَةِ اٰدَمَ ۝ یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک تھا (تفسیر کبیر، ج:۲، ص:۳۱۸، میلاد اتیمی، ص:۱۹)

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے آگے خاک پہ جھکتا ہے ماتھا نور کا

نور نے پایا تیرے سجدے سے ماتھا نور کا

نکتہ: یہاں پر ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ شیطان نے ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، مگر نبی کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں برس کی عبادت کو نہیں دیکھا بلکہ اپنے نبی کی تعظیم و ادب کو دیکھا

اور تعظیم نہ کرنے والے کو ملعون و مردود قرار دے دیا اور فرشتوں نے تعظیم وادب کیا تو محبوب ٹھہرے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب بننے کے لئے عبادت کے ساتھ نبی کی تعظیم و توقیر بھی ضروری ہے۔

حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہٖ فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ سَجَدَ ٥

یعنی اگر شیطان نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چمک آدم علیہ السلام کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا۔ (مواہب لدنیہ۔ زرقانی، ج:۱، ص:۶۳)

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ جو لوگ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں دیکھتے یا اس کے قائل نہیں ہوتے وہی لوگ بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں۔ پھر وہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہو گئی۔ اور اللہ کا خلیل، نمرود، مردود کے شر سے محفوظ و مامون رہے۔

پھر وہ نور پاک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشتِ پاک میں ٹھہرا جس کی برکت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر چھری کچھ بھی اثر نہ کر سکی اور حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام چھری کے نیچے بھی محفوظ و مامون رہے۔

حضرات! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں چاہا وہ نور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گردش کرتا رہا اور پاک صلبوں سے پاک رحموں تک منتقل ہوتا رہا پھر وہ نور پاک حضرت عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ کے صلب پاک میں منتقل ہو کر حضرت عبداللہ کی پیشانی کو چمکاتا ہوا حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک جہاں سے گزرا اس جہاں کو چمکاتا اور روشن کرتا گزرا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایثار و قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سطوت و حکومت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کا کمال و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حتیٰ کہ تمام انبیائے کرام اور رسولان عظام کی نبوت و رسالت کا کمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔

حضرات! حضرت ابوبکر کی صداقت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عمر فاروق کی عدالت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عثمان غنی کی سخاوت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت مولیٰ علی کی ولایت و شجاعت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سیدہ فاطمہ کی طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی شہادت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام اعظم کی امامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہمارے پیر حضور غوث اعظم کی کرامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہند کے راجہ پیارے خواجہ کی ولایت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ مخدوم کچھوچھہ کی اشرفیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ شاہ برکت اللہ کی برکت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت کی مجددیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضور مفتی اعظم ہند کا تقویٰ اور طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکا اور ہم سنیوں کا چہرہ ہمارے حضور کے نور سے چمک رہا ہے اور چاند سورج اور ستارے ہمارے حضور کے نور سے چمک رہے ہیں۔

قدرت کے نقیب نے پکارا، یوں اعلان کردو کہ آج تک جتنے چمکے ہیں تو ہمارے حضور کے نور سے چمکے ہیں اور قیامت تک جتنے چمکیں گے۔ تو ہمارے حضور کے نور سے چمکیں گے

تو بریلی شریف سے عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم!

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

نور مصطفیٰ شکمِ مادر میں

جس رات حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔ ماہ رجب میں وہ رات جمعہ مبارکہ کی رات تھی۔ (زرقانی شریف، ج:۱، ص:۱۰۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۷)

شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے

ہمارے پیر، پیران پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ کیا شان والی رات تھی شب جمعہ کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی رات اپنی مادر مہربان کے شکم میں تشریف لائے، اسی وجہ سے جمعہ مبارکہ کی رات شب قدر سے افضل ہے۔ کیوں کہ جو برکات وحسنات اور اکرام و سعادت اس رات نازل ہوئے شب قدر کو نہ ملے ہیں نہ قیامت تک ملیں گے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۲۰،بیان استقرار حمل)

شکمِ مادر میں آنے کے برکات

ہمارے حضور محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکمِ مادر میں جب جلوہ گر ہوئے تو دنیا میں عجیب و غریب واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

(۱) جنت کے تمام دروازوں کو کھول دیا گیا

(۲) تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دیا گیا۔

(۳) اور مشرق سے مغرب تک تمام جہاں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمدِ آمد کی خوش خبری دی گئی۔

(انوار محمدیہ ص:۲۱، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۸)

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ طیبہ مومن اور جنتی ہیں

عظیم وجلیل امام حضرت محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جلیل القدر عاشق رسول حضرت علامہ حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عظیم الشان بزرگ حضرت حافظ امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰى اَخْرَجَنِيْ مِنْ م بَيْنِ اَبَوَيَّ۔

(زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۱۷۳، خصائص کبریٰ: ج:۱، ص:۳۹، دلائل النبوۃ، ص:۳۳، شمول الاسلام، ص:۶)

یعنی اللہ تعالیٰ مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ کے ذریعہ پیدا فرمایا۔

حضرات! حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جتنے آباواجداد اور مائیں اور دادیاں گزری ہیں سب پاک تھے۔ اگر کفر وشرک والے ہوتے تو ان کو پاک نہ کہا جاتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ (پ۲،ع۱۱)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ (کنز الایمان)

وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ (پ۲،ع۱۱)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صاف طور پر فرمادیا کہ کافرو کافرہ سے مومن اور مومنہ بہتر ہیں۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (پ۱۰،ع۱۰)

ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (کنز الایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کفر و شرک والے ناپاک ہیں چاہے مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں میں اپنا نور رکھا وہ مرد اور عورتیں کفر و شرک سے پاک تھیں ورنہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو ناپاک و نجس جگہ رکھ دیا، ہرگز نہیں یہ ناممکن اور محال ہے۔ لاریب، بے شک وشبہ اللہ تعالیٰ نے جس صلب اور جس رحم میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو رکھا وہ سب طیب وطاہرہ تھے، مومن اور جنتی تھے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور ترا سب گھرانہ نور کا

حضرات! وہابیوں دیوبندیوں کے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں، باپ کافر ومشرک تھے۔ (فتاویٰ رشیدکامل، ص:۴۱۸، مکتبہ محمودیہ سہارنپور)

صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔ ہزار بار اللہ تعالیٰ کی پناہ

اے ایمان والو! سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے سوچو کہ کیا وہ پشتِ پاک اور وہ شکمِ پاک جس میں ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا، وہ کفر و شرک والے تھے، گندے اور نجس تھے، اور دوزخی تھے؟ تو مومن ومسلمان اور جنتی تو یہی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنا نور ناپاک، گندی جگہ میں رکھے یہ ناممکن ہے۔ بلکہ نور کے لئے نورو والی جگہ کا انتخاب فرماتا ہے۔

اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ مومن اور جنتی تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ (پ۱۹، ع۱۵)

ترجمہ: اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (کنز الایمان)

عظیم الشان عاشق رسول حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے۔

كَانَ يَنْقُلُ نُوْرُهٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰى سَاجِدٍ وَبِهٰذَا التَّقْدِيْرِ فَالْاٰيَةُ دَالَّةٌ عَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ اٰبَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۲۱۳)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک ایک ساجد (مسلمان) دوسرے ساجد (مسلمان) کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ اس پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء کرام مسلمان تھے۔

اور اس آیت کریمہ یعنی وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ کے تحت حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ (۱) حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہتے ہیں۔ ورنہ زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جائیں (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۲۱۶، زرقانی علی المواہب، ج۱، ص۲۰۳)

(۲) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کبھی بھی زمین سات اللہ والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ جس کے سبب سے زمین والے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۲۱۶، زرقانی علی المواہب، ج۱، ص۲۰۳)

حضرات! حضرت امام سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ثابت کرنا اور بتانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے کے مسلمان اور اللہ والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ تھے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰى صُلْبٍ اَنْزَلَكَ وَبَطْنٍ حَمَلَكَ وَحِجْرٍ كَفَلَكَ (الحاوی للفتاوی، ج۱، ص۲۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اس صلب پر جس میں تم رہے ہو اور اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھایا اور اس گود پر جس نے تمہیں کھلایا نار دوزخ کو حرام کر دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یعنی میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم............... یوں ہی اکیس پشت تک نسب نامۂ مبارک بیان کر کے فرمایا کہ میں اپنے ماں، باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا، آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے والدین تک تو میری ذات کریم تم سب سے افضل۔

فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَسَباً وَّ خَیْرُکُمْ اَباً ۝ یعنی میرے باپ تم سب کے آبا سے بہتر۔

(دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۳۰، ۱۷، بحوالہ شمول الاسلام، ص:۱۸، ۱۹)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء عزت و بزرگی والے اور تمام مائیں پاکیزہ اور طاہرہ ہیں۔

اور آیت کریمہ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی ہیں۔ یہ دونوں ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چُنا تھا۔

حدیث شریف کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔ (شمول الاسلام، ص:۲۳، ۲۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو ساتھ لیکر مقام حجون میں تشریف لے گئے، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رو رہے تھے اور بہت ہی زیادہ غمگین تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر میں بھی رو پڑی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو اونٹ پر چھوڑ کر تشریف لے گئے اور بہت دیر تک وہاں ٹھہرے رہے۔ جب واپس آئے تو خوش تھے اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ گئے تھے تو بہت غمگین اور روتے ہوئے گئے تھے اور اب آپ خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ کردے۔ اللہ نے ان کو زندہ کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ نے ان کو موت کی طرف لوٹا دیا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب سے ماں، باپ دونوں کے زندہ

ہونے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر دیا تو وہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۶۸، الحاوی للفتاوی، ج:۲،ص: ۴۴۰)

حضرات! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ موحد اور جنتی تھے۔

اور جو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھے اور ایمان لائے وہ خیر امت سے ہے۔ اسی غرض سے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے اعجاز سے اپنے جنتی ماں، باپ کو زندہ کیا اور اپنا کلمہ پڑھا کر اپنے مومن امت میں شامل فرما کر خیر امت بہترین جنتی ہونے کا حقدار بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین کریمین کو اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح زندہ کیا تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لا کر شرف صحابیت سے سرفراز ہو جائیں۔ (شمول الاسلام،ص:۴۳)

حضرات! کوئی مخالف سوال کر سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ مومن اور جنتی تھے تو ان کی قبر پر جانے کے بعد غمگین کیوں ہو گئے اور روئے کیوں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نیک اور وفادار اولاد جب اپنے ماں باپ کی قبر پر جاتی ہے تو ماں، باپ کے احسانات اور ان کے پیار اور الفت کو یاد کر کے ان کے قلوب غمگین ہوتے ہیں اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

بس اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے ماں باپ کی قبر پر تشریف لے گئے تو ان کی یاد آئی اور ان کے پیار و محبت میں غمگین ہو گئے اور رونے لگے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایسے نیک بیٹے تھے کہ ان سے پہلے ایسا نیک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ اب قیامت تک پیدا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے ماں، باپ کو زندہ کر کے ان کا اکرام کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور علامہ قرطبی اور ابن

ناصر الدین حافظ الشام وغیر ہما نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پس آپ کے ماں، باپ کا وفات کے بعد خلاف قاعدہ زندہ ہونا اور ایمان سے مالا مال ہونا صرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اعزاز و اکرام ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، ج ۳، ص ۴۰۴)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے شکمِ پاک میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نو مہینہ جلوہ گر رہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضائی ماں ہیں یعنی ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آپ نے دودھ پلایا ہے۔

جنگ حنین کے موقع پر ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ میدانِ حنین میں تشریف فرما ہیں کہ ایک خاتون آتی ہوئی نظر آئیں، ہمارے سرکار، دو عالم کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی چادر نور ان کے لئے بچھائی اور اس چادر رحمت پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھایا۔ (الاستیعاب بحوالہ شمول الاسلام، ص: ۳۰)

حضرات! اس حدیث شریف سے ہم آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گود میں لینے والی اور دودھ پلانے والی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ جن کا اس قدر اونچا مقام ہے تو حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نو مہینہ اپنے شکم میں رکھا تو ان کے مقام و مرتبہ کا کیا عالم ہوگا۔ جب دودھ پلانے والی ماں حلیمہ سعدیہ کے ادب و تعظیم کا یہ عالم ہے تو حقیقی ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم و توقیر کا عالم کیا ہوگا۔

اے ایمان والو! قبر انور کا وہ حصہ جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے مس ہے، لگا ہوا ہے۔ کعبہ معظمہ سے افضل، بیت المقدس سے افضل، بیت المعمور سے افضل، یہاں تک کہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ قبر انور کے اندر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں تو قبر شریف کعبہ معظمہ، بیت المقدس، بیت المعمور اور عرشِ معلیٰ سے افضل ہو جائے اور جس باپ کی پشت میں اور جس ماں کے شکم میں جلوہ گر رہے ہوں اور جس ماں کا دودھ پیا ہو وہ ماں، باپ کس قدر افضل اور بزرگ ہوں گے۔

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور، محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے قبل یعنی اعلانِ نبوت سے پہلے جو خوش نصیب حضرات توحید پر تھے یعنی لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتے تھے وہ اس دور کے مسلمان اور جنتی تھے۔

اسی طرح ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ لا الہ الا اللہ والے تھے، توحید پر تھے اس لئے اس

زمانے کے مومن و مسلمان اور جنتی تھے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں اصحاب کہف کی طرح ان کو زندہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لاکر صحابیت کے عظیم منصب ومقام پر فائز ہو جائیں۔ (خلاصہ شمول الاسلام، ص:۳۲)

حضور ہر کلمہ پڑھنے والے کو دوزخ سے نکال لیں گے

یَارَبِّ ئذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یعنی اے میرے رب مجھے ان کو بھی (دوزخ سے نکالنے کی) اجازت عطا فرمادے جنہوں نے صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے۔ (بخاری شریف، ج:۲،ص:۱۱۸، بحوالہ شمول الاسلام، ص:۳۱)

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ ہمارے حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر توحید والے اور کلمہ پڑھنے والے شخص کو دوزخ سے بچالیں گے۔

تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کس طرح دوزخ میں جاسکتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے موحد و مومن ماں، باپ کو اعلیٰ جنت سے سرفراز فرمائیں گے۔

اے ایمان والو! وہابیوں کا یہ کہنا کہ نبی کے ماں، باپ کافر و مشرک تھے بالکل لغو اور بیکار اور نادانی کے بھنور میں ڈوبی ہوئی بات ہے۔ اصل میں وہابی کہنا اور بتانا یہ چاہتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں ،باپ کافر و مشرک تھے تو کافر و مشرک دوزخ میں جلیں گے یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ماں باپ کو دوزخ کی آگ سے نہیں بچاسکتے تو اپنی امت کو یعنی ہم کو اور آپ کو کیا بچاپائیں گے معاذ اللہ تعالیٰ صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث آپ حضرات نے سن لی کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے ہمارے سرکار، دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر موحد مومن و مسلمان کو دوزخ کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

لاریب! بے شک و شبہ، ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ موحد مومن و مسلمان تھے تو ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ جنتی تھے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا اور ایک رومال بھی طلب کیا۔ رومال بہت میلا تھا اس کپڑے کو آگ کے تنور میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس رومال کو آگ کے تنور میں سے نکالا گیا تو وہ کپڑے کا رومال اس قدر سفید تھا جیسے دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا کہ اے انس یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس نے فرمایا۔

هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا وَسِخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَآءِ ○ (ابونعیم، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۸۰)

یعنی یہ وہ رومال ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے منہ مبارک کو صاف کیا کرتے تھے جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کپڑے کو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں کیوں کہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزر جائے آگ اسے نہیں جلاتی۔

حضرات! جب ایک کپڑا ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور اور جسم پاک سے مس ہو جائے تو آگ اس کپڑے کو نہیں جلا سکتی۔

تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پاک باپ ہیں جن کی پشت میں اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پاک ماں ہیں جن کے شکم میں ہمارے حضور اللہ کے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما رہے تو کیا مجال کہ دوزخ کی آگ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ کو جلا سکے۔

درود شریف:

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان کس قدر پیارا اور مضبوط تھا کہ بغیر کسی حیلہ اور حجت کے تسلیم کر لیتے تھے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کی برکت یقیناً بڑی شان والی ہے۔

مگر آج کل کچھ مسلمان کہلانے والے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات، موئے مبارک، نعلین شریف، جسم سے مس ہونے والے پیرہن مبارک کی وقعت و اہمیت تو بہت دور کی بات ہے خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے ایمان لوگوں سے ہم کو دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین

وہابیوں کا عقیدہ: وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے شہید کہلانے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ اولیاء، انبیاء و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز

اور ہمارے بھائی ہیں۔مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان،ص:۶۰)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ بدعقیدوں نے کیسے انداز سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو عاجز و مجبور ثابت کیا اور ان کو اپنا جیسا اور اپنا بھائی اور اپنا بڑا بھائی کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ بے ایمان کو ادب واحترام سے محروم رکھتا ہے۔

حضرات! بڑے بھائی کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر نہیں ہوتا مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بڑے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو تو پیارے مصطفیٰ جانِ رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کی جانب برا خیال کرنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کی طرف برائی کی نسبت کرنا کوئی مومن گوارہ نہیں کر سکتا کہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کے دربان تو جنت میں آرام کریں اور جن کے نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی، اس شہنشاہ کے ماں، باپ جنت سے دور و محروم رہ کر دوزخ میں عذاب اور مصیبت اٹھائیں ایسی کوئی حدیث و روایت ہرگز نہیں اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ (ملخصا شمول الاسلام،ص:۳۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ جسے پسند ہوں تو بہتر ہے ورنہ کم سے کم اپنی زبان کو ان کی برائی سے روکے اور اپنے دل کو ان کے بارے میں غلط خیال اور بری باتوں سے پاک وصاف رکھے۔ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ سے ڈرے۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کے بارے میں بری بات کرنے اور ان کے بارے میں برا خیال لانے سے یقیناً محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱۰،ع۱۴)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا تُؤْذُوْا

لَا تُؤْذُوا الْاَحْیَآءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ ○

مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔ (شرح ابن حجر مکی بحوالہ شمول الاسلام، ص: ۳۵)

امام مالکیہ حضرت امام قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین دوزخ میں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

بلاشبہ وہ شخص ملعون ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کہ بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا اَذٰی اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّقَالَ اَبَوَیْهِ فِی النَّارِ ○

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہوگی کہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ دوزخ میں ہیں۔ (الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۴۳۲، مواہب لدنیہ ج:۱، ص:۱۸۶)

حضرات! الحمد للہ حدیث شریف اور بزرگوں کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ مومن و مسلمان اور جنتی ہیں۔ یہ چند ارشادات اہل محبت اور اہل ایمان کے لئے کافی اور شافی ہیں۔ باقی رہا بے ادبوں گستاخوں کا مذہب و مسلک، جب ان کی نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی مقام نہیں ہے تو والدین کریمین کے مقام و منصب کیا جانیں گے اور کیا پہچانیں گے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ..پہلا بیان

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ (پ۱۱،ع۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

تمہید: حضرات! سال کے بارہ مہینوں میں ایک سچے مسلمان کے نزدیک ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ وہ ایمان افروز اور روح پرور تاریخ ہے جو اسلامی اور ایمانی خوشیوں کے ہزاروں گلشن اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ درحقیقت یہ تاریخ ایک مومن کے لئے وہ عید سعید ہے کہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ، شب برأت ہو یا شب قدر، ہر اسلامی خوشی کا دن اور ہر ایمانی خوشی کی رات اسی بارہویں شریف کا طفیل اور صدقہ ہے۔

واللہ! یہ مقدس تاریخ اگر اپنے دامن میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسرت وشادمانی لئے ہوئے عالم وجود میں نہ آتی تو نہ کعبہ قبلہ اہل ایمان ہوتا نہ نزول قرآن ہوتا۔ نہ دین اسلام ہوتا نہ کوئی مومن ومسلمان ہوتا۔

عاشق رسول، پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ ومنیٰ؟
لولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

حضور شکم مادر میں تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے، واپسی کے وقت مدینہ طیبہ میں اترے وہیں بیمار ہوگئے اور پچیس سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔

مشہور قول کے مطابق حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

اور ایک قول کے مطابق مقام ابواء میں مدفون ہوئے۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکم مادر میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا تو فرشتوں نے عرض کیا، یا اللہ تعالیٰ تیرا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو یتیم ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَالَهٗ حَافِظٌ وَّنَصِيْرٌ ٥ یعنی میں خود اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حافظ وناصر ہوں۔

(مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۱۹، انوار محمدیہ، ص:۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اے فرشتو! تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھو اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یتیم ہونے کی کیا

حکمت ہے کہ والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں تھے کہ والد ماجد انتقال فرما گئے۔ پھر چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں پھر دادا جان حضرت عبد المطلب داغ مفارقت دے گئے۔ آپ نے فرمایا اس لئے تا کہ آپ پر کسی مخلوق کا احسان نہ رہے، صرف اللہ تعالیٰ کا احسان آپ پر رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احسان ساری کائنات پر رہے۔ (سیرت نبوی، ص:۳۶)

دورانِ حمل کوئی تکلیف نہ ہوئی: ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شروع حمل سے آخر تک مجھے کوئی گرانی حمل جو عورتوں کو ایام حمل میں معلوم ہوتی ہے محسوس نہ ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

لَقَدْ عَلِقْتُ بِهٖ فَمَا وَجَدْتُ لَهٗ مَشَقَّةً حَتّٰى وَضَعْتُهٗ ۝

میں باردار ہو گئی تھی لیکن اول سے آخر تک میں نے کوئی دقت اور مشقت محسوس نہ کی۔

(طبقات کبریٰ، ج۱، ص:۹۸، البدایہ والنہایہ، ج۲، ص:۳۶۴، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۴۷، مدارج النبوۃ، ج۲، ص:۱۸، انوار محمدیہ، ص:۲۳)

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت

حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے شکم میں تھے تو کسی کہنے والے نے کہا کہ۔ اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَنَبِيِّهَا ۝

یعنی آپ اس وقت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہیں۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۸۱، مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۲۳، انوار محمدیہ، ص:۲۳)

حورانِ بہشت کی حضرت آمنہ کو بشارت

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے وقت ولادت چند عورتوں کو دیکھا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں بے مثال تھیں انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس نے میرے حال پر مطلع کیا کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں اور دوسری نے بتایا کہ میں۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں) مریم ہوں اور تیسری نے کہا کہ میں (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں) ہاجرہ ہوں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ (سیرۃ الحلبیہ، ج۱، ص:۴۷)

میلاد النبی پر روشنی کا اہتمام

حضرات! جب ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جشن مناتے ہیں چاہے وہ خوشی اور جشن ملک کی آزادی کے موقعہ پر ہو یا بچے کی پیدائش پر ہو یا کسی بھی نعمت ودولت کے ملنے پر ہو، ہم اپنی حیثیت کے مطابق روشنی کرتے ہیں، قمقمے لگاتے ہیں اور اس طرح سے اپنی خوشی اور جشن کا اظہار کرتے ہیں اور گلی کوچوں، محلوں اور مکانوں کو سجا کر بقعۂ نور بنادیتے ہیں۔

لیکن وہ اللہ تعالیٰ جس کی شان بہت بلند وبالا ہے، اس نے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کردیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے۔

وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا حَتّٰی اَنِّیْ لَاَقُوْلُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ۔

اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے کہنا پڑا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

(اعلام الحفوہ، ج:۱، ص:۲۷۳، البدایۃ والنہایۃ، ج:۲، ص:۲۶۴)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی جانب سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں آسمان کے تاروں کو محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مکان کے اتنے قریب کردیا گیا تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے لگے تھے کہ کہیں یہ تارے مجھ پر گر نہ پڑیں اور وہ تارے مکان کی جانب جھکے ہوئے تھے اور خوب روشن تھے۔

مداح میلاد مصطفیٰ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اور مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اے ایمان والو! صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوب خوب چراغاں کرنا، مکانوں پر اور محلوں میں لائٹنگ کرنا، روشنی کرنا، قمقمے لگا بدعت و ناجائز نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کی خوشی کا ذریعہ ہیں۔

کعبہ کے چھت پر جھنڈا نصب کیا گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور مسرت کا اظہار علی الاعلان ہونا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مشرق و مغرب میں جھنڈا نصب کر کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی و مسرت کا اظہار و اعلان کیا گیا اور کعبہ معظمہ کے اوپر علم بلند کر کے گویا بندوں کو جتایا گیا کہ کعبہ معظمہ جس کو بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے، اس پر خود خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے محبوب نبی، مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش اور تشریف آوری کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے جھنڈا نصب کیا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر فرمایا ہے، کعبہ معظمہ کو بیت اللہ، خانۂ خدا ہونے کا شرف حاصل ہے اور کعبہ معظمہ پر علم نصب کرنے کا مطلب یہ ہوا جو خوب ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا فرما کر اس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتا ہے کہ مشرق و مغرب میں اور کعبہ معظمہ پر جھنڈا نصب کیا گیا تاکہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر خود خالق و مالک اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہے کہ اپنے گھر کعبہ معظمہ پر علم کو نصب فرمایا۔

حضرات! ہم لوگ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں۔ تو ہم پر بھی لازم ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے اور خدائے تعالیٰ کی خوشی جان کر اپنے گھروں اور محلوں میں جھنڈے لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کثیر انعام اور ڈھیروں اکرام کے مستحق بن جائیں۔

میلاد النبی پر جھنڈے لگائے گئے

ہمارے سرکار احمد مختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے تمام پردے ہٹادئے تھے تو میں نے دیکھا مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو۔

وَرَأَيْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَماً بِالْمَشْرِقِ وَعَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ ٥

یعنی اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ج:۱، ص:۸۱، البدایہ والنہایہ، ج:۶، ص:۲۹۸، انوار محمدیہ، ص:۲۲)

پورا سال لڑکے پیدا ہوئے: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں تمام عورتوں کو لڑکے ہی عطا فرمائے۔

وَاَذِنَ اللّٰهُ تِلْكَ السَّنَةِ لِنِسَاءِ الدُّنْيَا اَنْ يَحْمِلْنَ ذُكُوْرًا كَرَامَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سال یہ حکم فرمادیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تکریم میں تمام دنیا کی عورتیں لڑکوں کو جنم دیں۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۸۰، مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۱۲۳، انوار محمدیہ، ص:۲۲)

حضرات: گویا خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا کر کے خوش ہے اور بندوں کو انعام دے رہا ہے۔ ہم تو امتی ہیں غلام ہیں ہمیں کس قدر محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد پاک پر خوش ہو کر خوب خوب انعام واکرام اور تحفہ بانٹنا چاہئے۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن صبح صادق کے وقت رات جارہی تھی اور دن آرہا تھا۔

استاذ زمن فرماتے ہیں:

محروم نہ رہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ ٥

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسی دن (پیر کے دن) میں پیدا ہوا اور اسی دن میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۸۱۹، سنن کبریٰ، ج:۴، ص:۲۸۶)

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پہلی محفل مجلس انبیاء ہے

حضرات! روزِ میثاق مجلس انبیاء میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر بیان فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (پ ۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ (کنز الایمان، میلاد حبیب ص ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مجلس میں اپنے حبیب، ہم بیماروں طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد کا ذکر تمام عالم سے پہلے بیان فرمایا۔

گویا ذکرِ میلاد شریف اس قدر پاکیزہ ہے کہ بیان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس مجلس میں ذکرِ پاک کا بیان ہوا وہ مجلس انبیاء ہے۔

اور آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کو بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور ذکرِ میلادِ پاک کو سننا سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں سنی مسلمان جو مجلسِ میلاد شریف کا انعقاد کر کے ذکرِ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کر کے سنتِ خدا پر عمل کرتے ہیں اور ذکرِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سن کر سنتِ انبیاء علیہم السلام پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

الغرض اسی طرح ہر زمانے میں ہمارے حضور آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکرِ میلاد و تشریف آوری ہوتا رہا، ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر ابراہیم و موسیٰ و داؤد و سلیمان

وزکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانے میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے اور میلاد شریف کی پاک محفل قایم کرتے رہے یہاں تک کی سارے نبیوں اور رسولوں میں پچھلا ذکر میلاد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانے والا، کنواری ستھری، پاک بتول حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیارا بیٹا جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے فرماتے ہوئے۔

مُبَشِّرًامْ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط (پ۲۸، رکوع۹)

ترجمہ: اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (کنزالایمان)

یہ ہے مجلس میلاد شریف

جب ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش، میلاد شریف کا وقت قریب آیا تو تمام عالم میں محفل میلاد قائم تھی یعنی ہر عالم والے ہمارے پیارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش شریف، میلاد پاک کا ذکر کر رہے تھے۔ عرش پر محفل میلاد، فرش پر محفل میلاد، فرشتوں میں محفل میلاد ہو رہی تھی اور سب کے سب خوشیاں مناتے نظر آ رہے ہیں۔ (میلاد النبوی ص:۱۹)

کیا ہی خوب فرمایا ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

رُسل انہیں کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں
انہیں کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں

درود شریف:

جبرئیل و میکائیل خوشیاں منانے حاضر آئے ہیں، سر جھکائے در دولت پر کھڑے ہیں، اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری بارات بنائی گئی ہے، ساتوں آسمان میں عرش و فرش پر دھوم مچی ہے۔

حضرات! مجازی قدرت و محبت والا اپنے محبوب کی آمد پر بہت کچھ خوشی و انبساط کے سامان مہیا کرتا نظر آتا ہے تو محب حقیقی، قادر مطلق اللہ تعالیٰ جو چھ ہزار سال پہلے بلکہ لاکھوں برس پہلے سے مراد المرادین محبوب کی ولادت پر کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیطانوں کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں ذکر میلاد شریف کے وقت جلتے نظر آتے ہیں اور ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ (میلاد النبوی ص:۱۹)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرات! غلام تو میلاد شریف کے ذکر کے وقت خوش ہو رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

حضرات! غلام تو اس قدر خوش ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ عید رمضاں میں اس قدر خوش ہوئے نہ عید قرباں میں۔ جس قدر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں خوش ہیں اس لئے کہ ان غلاموں کے ہاتھ ایسا رحمت کا دامن آیا ہے کہ یہ سب گر رہے تھے اس نے بچالیا، ایسا سنبھالنے والا طلا کہ ان کی نظیر نہیں، مثال نہیں۔

حضرات! ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے، دو کو بچا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص زیادہ طاقتور ہے تو زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچالے گا۔ یہاں کروڑوں، عربوں پھسلنے والے، گرنے والے اور بچانے والے وہی ایک محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمُ النَّارَ ھَلُمَّ اِلَیَّ ط
یعنی میں تمہارا بند کمر پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔ (میلاد المصطفیٰ، ص: ۳۰)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں، کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن، کون بچائے بچاتے یہ ہیں

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو گر رہے تھے انہیں بانہوں نے تھام لیا
جو گر چکے یہ ان کو اٹھانے آئے ہیں

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں فرشتے ساتوں آسمان میں دھوم مچارہے تھے اور عرش اعظم ذوق وشوق میں ہلتا تھا۔ ایک جھنڈا مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا (اعلان ہوا) کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک ہے اور تمام جہان انہیں کی سلطنت اور انہیں کے تابع فرمان ہے۔ (میلاد النبی، ص:۲۰)

اللہ، اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش تک جاری ہے حکومت تیری

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

فرشتے خواہ نبی یا رسول ہوں، سب کو جو نعمت ملی ہے ہمارے حضور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کے دستِ عطا سے ملی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نعمت اللہ ہیں

قرآن عظیم نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام نعمت اللہ رکھا، حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (نِعْمَةُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یعنی نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (بخاری، ج:۲، ص:۵۶۶)

لہٰذا شاہ طیبہ، رحیم وکریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا تذکرہ کرنا گویا حکم الٰہی ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (پ۳۰، ع۱۸) اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنز الایمان)

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ (ملخصاً میلاد النبی، ص:۱۶)

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائے ہیں۔

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لکھوں سلام

محفل میلاد میں فرشتے بھی بلاتے ہیں

حضرات! ایک ہم اور تم ہی نہیں بلکہ محفل میلاد شریف کے لئے فرشتے بھی دعوت دیتے ہیں۔ فرشتوں نے جہاں بھی محفل میلاد شریف ہوتے دیکھی، ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں ہم سب کا مطلوب ہے۔ پھر فرشتے اس جگہ سے آسمان تک چھا جاتے ہیں اور ذکرِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مشغول رہتے ہیں۔ ملخصا (میلاد المصطفیٰ ص:۲۳)

خوب فرمایا مرید اعلیٰ حضرت جمیل رضوی علیہ الرحمہ نے

ہے ذکر میرے لب پر ہر صبح وشام تیرا
میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

فرشتے رحمت کی شیرینی بانٹتے ہیں

اے عاشقو! تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اور فرشتے میلاد محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں، وہ بھی عام کہ ہر کس و ناکس کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ۔ یعنی ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ خلاصہ (میلاد المصطفیٰ ص:۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے مجلس میلاد قائم کی

حضرات! مجلسِ میلاد شریف آج سے نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود قایم کی اور برابر قائم کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر محفل میلاد ہوتی رہی اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں۔ اول روز سے ہی اللہ تعالیٰ کی تعلیم تھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہ اے آدم! میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا کرو۔ (تلخیص میلاد المصطفیٰ ص:۱۷)

اے ایمان والو! روز روشن کی طرح ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ محفل میلاد شریف وہی لوگ قایم کرتے ہیں اور ذکر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنتے اور سناتے ہیں جو بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ فرشتے محفل میں دعوت دیتے ہیں اور رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مجلسِ میلاد شریف قایم کی اور اپنی نیک اولاد کو محفل میلاد قایم کرنے کا حکم دیا۔

حضرات! ذکر میلاد شریف کی برکت سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اور قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ جس جگہ پر میلاد ہو اس جگہ پر رحمت کی برسات ہوتی ہے۔ میلاد کی برکت سے دکھیوں کے دکھ دور ہوتے ہیں، بیماروں کو شفاء مفلسوں کو روزی کی نعمت ملتی ہے۔ بے اولادوں کو اولاد، بے مرادوں کو مراد حاصل ہوتی ہے اور میلاد شریف کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

اے ایمان والو! کلیجہ تھام کر بہت ہی غور فکر کے ساتھ وہابی، دیوبندی، تبلیغی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

وہابیوں کے نزدیک محفل میلاد ہر حال میں ناجائز وحرام ہے

وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ۔

(۱) مجلس میلاد ہر حال میں ناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج:۲، ص:۸۳)

مشہور دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد (کرشن) کنہیا کے جنم کی طرح ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۱۴۸ مطبوعہ دیوبند)

اہل حدیث کہلانے والوں کے محدث میاں نظیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی ابو یحییٰ محمد شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں کہ۔

(۳) مجلس میلاد شریف، قیام وغیرہ بدعت و شرک ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد، ص:۴۸)

اہل حدیث کہلانے والوں کے حافظ محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں کہ۔

(۴) میلاد محمدی کے واقعات جو بیان کئے جاتے ہیں سراسر جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی، دہلی، ص:۳، ۱۵ جنوری ۱۹۴۰)

حضرات! وہابیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا ہے کہ محبوب خدا، ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف ہر حال میں نا جائز و حرام ہے مگر یہی وہابیوں کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ بچوں کا جنم دن، سالگرہ منانا جائز و درست ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

(۵) بچوں کی سالگرہ منانا اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز و درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج:۱،ص:۷۶)

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کے ایمان کے ساتھ، ساتھ عقل بھی برباد ہو چکی ہے کہ بچوں کا جنم دن منانا جائز اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش و میلاد منانا، نا جائز و حرام۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اے ایمان والو! منافقوں گستاخوں نے میلاد پاک کے بارے میں کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس قدر بے باک اور نڈر تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی نہیں ہیں، لہٰذا ان بے ادبوں کو پہچانئے اور ان سے دور رہئے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے اور یقین رکھئے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر کرنا، نا جائز و حرام، بدعت و شرک نہیں بلکہ قرآن و سنت اور صحابۂ کرام و بزرگانِ دین کے اقوال و احوال سے ظاہر اور ثابت ہے کہ ذکر میلاد پاک کارِ خیر اور مبارک و محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کا بیان سنت مصطفیٰ ہے

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر ملی کہ آپ کے خاندان کو کسی نے برا بھلا کہا ہے

حدیث شریف (۱) : تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں عبد اللہ ابن عبد المطلب کا بیٹا ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے، ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے قبیلے کئے اور مجھے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے، مجھے ان میں بہتر بنایا۔

فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُھُمْ بَیْتًا ۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص:۵۱۳)

حدیث شریف (۲): حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔

فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۷۹)

حدیث شریف (۳): کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ (ترمذی، ج:۵، ص:۵۸۵)

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور میں تمہیں اپنے ابتدا کی خبر دیتا ہوں، میں دعائے ابراہیم کا نتیجہ ہوں اور میں بشارت عیسیٰ ہوں اور میں اپنی والدہ کا خواب ہوں جو میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا۔

وَرَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۝

اور والدہ ماجدہ سے میری ولادت کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا تھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ (مسند امام احمد، ج:۴، ص:۱۲۷، دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۸۳، مشکوٰۃ، ص:۵۰۵)

اے ایمان والو! ان احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی میلاد کا ذکر فرمایا اور حدیث شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات اور ظاہر ہونے والے نور کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ تو صاف طور پر پتہ چلا کہ محفل میلاد کو کنہیا کے جنم کی طرح کہنے والا کافر و مرتد ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا ثابت کرنا اور دجال کا گڑھا ہوا کہنا اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھوٹا اور دجال کہنا ہوا اور اس طرح کی بات بد بخت منافق اور مرتد جہنمی ہی کہہ سکتا ہے۔

ائمہ محدثین کی نظر میں میلاد شریف کی اصل

مشہور مفسر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذکر میلاد شریف کی اصل صحیح بخاری، صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ حضور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی دی، ہم اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی خاص دن میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان واکرام کا عطا ہونے سے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن کریم اور دوسری عبادتوں کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے۔

وَاَیُّ نِعْمَۃٍ اَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَۃِ بِبُرُوْزِ ھٰذَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ ھُوَ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ (حسن المقصد فی عمل المولد، ص:۶۳)

یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس دن (خوش ہوکر) ضرور سجدہ بجالانا چاہئے۔

مشہور محدث امام نووی کے استاذ امام ابوشامہ کا قول

کہ ہمارے زمانے کے اچھے کاموں میں ایک اچھا کام یہ ہے جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں یعنی صدقہ وخیرات وبھلائی کے کام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا اور اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ذکرِ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وتعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتا ہے کہ اَلَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین کو دیکر ہم پر احسان فرمایا۔ (سیرت حلبی، ص:۱۰۰، سیرت نبوی، ص:۴۵)

امام ذہبی اور امام ابنِ کثیر کا قول

امام ذہبی اور امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ نیک وصالح بادشاہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی ابوسعید مظفر ہر سال بڑے تزک واحتشام سے محفل میلاد شریف منعقد کرتے تھے۔

وَکَانَ یَصْرِفُ عَلَی الْمَوْلِدِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ ثَلٰثَۃَ مِئَۃِ اَلْفِ دِیْنَارٍ۔

(البدایہ والنہایہ، ج:۹، ص:۱۸، سیر اعلام النبلاء، ج۱۶، ص:۲۷۵)

اور ہر سال محفل میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال وبیانات سے صاف ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کارِ خیر اور محبوب عمل ہے۔

برکاتِ میلاد شریف

اے ایمان والو! ذکرِ میلاد شریف سے رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے۔ وہ مکان اور جگہ انوار و برکات کا گہوارا بن جاتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

ورق تمام ہو، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

برکاتِ میلادالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ○ (پ۶،ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! ذکر میلاد شریف سے رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف ہوتی ہے وہ مکان اور جگہ انوار و برکات کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔ اور میلاد شریف پر خوشی کا اظہار کرنے سے دنیاو آخرت کے غم و مصیبت سے آزادی ملتی ہے اور جنت نعیم کا حقدار بھی بنادیا جاتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

درود شریف:

محدث امام ابن جوزی کا قول

ہمیشہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، یمن، غرض مشرق سے مغرب تک عرب کے تمام باشندے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفلیں قایم کرتے آئے ہیں۔ جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَيَنَالُوْنَ بِذَالِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَّ فَوْزًا عَظِيْمًا (المیلاد النبوی، ص:۵۸)

اور ذکر میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

محدث حضرت ابنِ جوزی کا دوسرا قول

مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ (سیرت نبوی، ص:۴۵)

یعنی میلاد شریف کی برکتوں میں سے یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوش خبری ہے۔

امام شمس الدین السخاوی کا قول

جلیل القدر محدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اہل اسلام ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور کثرت سے نیکیاں کرتے ہیں جس کے سبب بے شمار برکتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔

اَنَّهٗ اَمَانٌ تَامٌّ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى تَعَجُّلُ بِنَيْلِ مَا يُنْبَغِيْ وَيُرَامُ ۝

(المورد الروی فی مولد النبی، ص:۱۳، سبل الہدیٰ والرشاد، ج:۱، ص:۳۶۳)

یعنی بے شک اس پورے سال امن ہی امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت بہت جلد حاصل ہوگی۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کار خیر اور محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے ثویبہ کی آزادی

آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کنیز ثویبہ نے آکر بتایا، میرے آقا آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر بہت ہی حسین وجمیل فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ثویبہ کو آزاد کردیا۔

حضرات! سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب نے آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اس لعین نے اپنی ساری زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دشمنی میں صرف کردی تھی۔ ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں پوری سورہ "تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ" اس کی مزمت میں اتری باوجود اس کے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو حاصل ہوا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ○ (بخاری شریف، ج:۲،ص:۷۶۳)

یعنی جب ابولہب مرا تو اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گزری؟ ابولہب نے کہا: تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی ہاں مجھے اس (کلمے کی انگلی) سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے اس لئے کہ میں نے (اس انگلی کے اشارے سے) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

اے ایمان والو! غور فرمائیے ابولہب کافر تھا، ہم مومن۔ وہ دشمن، ہم غلام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ہونے کی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔

حضرات! جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو ہم غلاموں کو کس قدر فائدہ پہنچیگا

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

میلاد شریف سے خوش ہونے والا جنت میں داخل کیا جائیگا

حافظ الحدیث ابوالخیر شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے

سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا؟ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف سے خوش ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے فرماتے ہیں۔

لَعَمْرِیْ اِنَّمَا یَکُوْنُ جَزَاءُہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَنْ یُّدْخِلَہٗ بِفَضْلِہِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ نَعِیْمٍ ٥

یعنی میری جان کی قسم اللہ کی طرف سے اس کی جزا یہی ہوگی کہ اللہ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (زرقانی علی المواہب، ج۱، ص۱۳۹)

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قول

یعنی ابولہب جو کافر تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور کنیز کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا۔

تا حال مسلمان کہ مملواست بمحبت وسرور وبذل مال دروے چہ باشد (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۹)

تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے مال خرچ کرتا اور میلاد شریف کرتا ہے۔

مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے اہل اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محافل میلاد شریف کا اہتمام کرتے آئے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں اس کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں، میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں، ہر مسلمان میلاد شریف کے برکات سے فیضیاب ہوتا ہے۔

وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذَالِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ ٥

(المواہب اللدنیہ، ج۱، ص۱۴۷)

یعنی میلاد شریف کی مجرب چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے اور نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل کے لئے بشارت ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے سال بھر امان رہے گا

عاشقِ رسول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا، مساکین کو کھانا کھلانا، محفلِ میلاد منعقد کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھنا بڑا ثواب ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ سال بھر حفظ و امان عطا فرمائے گا اور اس شخص کے تمام جائز مقاصد پورا فرمائے گا۔ (ملخصاً ما ثبت من السنہ، ص:۵۹)

میلاد شریف منانے والا

حضرت صدیق اکبر کے ساتھ جنت میں ہوگا

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین یارِ غار و مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے ہمارے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۷، مطبوعہ ترکی)

حضرات! سبحان اللہ سبحان اللہ! کتنی برکتیں اور رحمتیں ہیں میلاد شریف منانے میں درہم و دینار خرچ کرنے اور کھلانے، پلانے پر کہ اس شخص کو جنت میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

امیر المومنین عمر فاروق اور میلاد شریف کی تعظیم

امیر المومنین مرادِ مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے رحیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی تعظیم کی اس شخص نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۷، مطبوعہ ترکی)

حضرت حسن بصری اور میلاد شریف پر خرچ

امیر الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کاش! میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا اور میں اسے ہمارے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کر دوں۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۸، مطبوعہ ترکی)

میلاد شریف کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہوگا

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم وتوقیر کرے تو وہ شخص ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا) (النعمۃ الکبریٰ، ص:۸، مطبوعہ ترکی)

علامہ اسمٰعیل حقی کا قول کہ میلاد شریف کرنا نبی کی تعظیم ہے

مشہور عالم ربانی حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کرنا بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وَقَالَ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیْ یَسْتَحِبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامِ ۞ اور امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (روح البیان شریف، ج:۵، ص:۲۶۱)

اے ایمان والو! صدیق وعمر اور ائمہ ومحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال واحوال سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ شاہ طیبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر شریف کرنا بدعت وگناہ نہیں بلکہ صحابہ اور بزرگوں کی سنت ہے اور محبوب مصطفیٰ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت میں رہنے کا ذریعہ ہے اور مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں اسلام کو زندہ کرنا ہے اور عاشق آل مصطفیٰ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ایمان پر خاتمہ کا سبب ہے۔

حضرات! اس لئے ہم سنی مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں اور صبح قیامت تک مناتے رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرات! اب میں اس علامہ اور محدث کا قول و بیان پیش کرنے جا رہا ہوں جن کو وہابی، دیوبندی اور تبلیغی بھی اپنا بزرگ اور پیشوا کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

میلاد مصطفیٰ منانے سے نبی خوش ہوتے ہیں

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

میرے والد محترم بارہ ربیع الاول شریف کے موقعے پر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یوم ولادت مناتے تھے اور کھانا پکا کر غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔

ایک سال ایسا آیا کہ آپ کے پاس کھانا کھلانے کا انتظام نہیں تھا اور آپ کے پاس صرف دو پیسے تھے، آپ نے انہیں دو پیسے سے بھونے ہوئے چنے منگوائے اور ان کو میلاد شریف کی برکات حاصل کرنے کے لئے محفل میں تقسیم کر دئے۔ جب رات کو سوئے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے وہی بھونے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

نِعْمَ مَا فَعَلْتَ یَاعَبْدَ الرَّحِیْم ۔ یعنی اے عبدالرحیم تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ (الدر الثمین، ص:۴۰)

حضرات! میلاد شریف منانے پر اعتراض کرنا بد دینی اور جہالت ہے اور مخالف کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ میلاد شریف میں کھانا کھلانا اور تبرک تقسیم کرنا چاہے، چاہے بھنا ہوا چنا ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہت ہی محبوب و مقبول عمل ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

مشہور عاشق رسول علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کا قول

لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ ط (الانوار محمدیہ ص: ۲۹)

یعنی ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهٗ كَذٰلِكَ مُسْتَحْسَنٌ ط (سیرت نبوی، ص: ۴۵)

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرات! دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں حاجی صاحب وہ میلاد شریف کے بارے میں کیا کہتے ہیں ملاحظہ کیجئے فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین (یعنی مکہ و مدینہ والے) کرتے ہیں اس قدر ہمارے لئے حجت (دلیل) کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص: ۹۴)

اور حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص: ۹)

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلمان کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

مخالف کا اعتراض

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں مگر سنی بریلوی حضرات نے تیسری عید بھی گڑھ لی اور بنالی یہ بدعت سنی بریلوی مولویوں نے اپنی روٹی بوٹی کے لئے ایجاد کیا ہے ورنہ شریعت میں صرف دو عیدیں ہی ہیں۔

مخالف سے گزارش: وہابی دیوبندی، تبلیغی حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے کہ ان کے پیر ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال محفل میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے اور برکات حاصل کرتے اور قیام بھی کرتے۔ جس میں لطف ولذت حاصل کرتے، تو ان مخالفوں کو کم سے کم اپنے پیر ومرشد ہی کی مان کر توبہ کر لینا چاہئے

حضرات! مخالف کے سوالوں کے جواب کے لئے یہ آیت کریمہ کافی ہے، ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کلمہ پڑھنے والے حواریوں کے لئے جنتی کھانا خوان نعمت اترنے کے لئے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَامَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَاعِیْدًالِّاَوَّ لِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ ج (پ،۷،ع،۵)

ترجمہ: اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔ (کنز الایمان)

حضرات! غور وفکر کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں پر جس دن جنت سے خوان اترا یعنی جنتی کھانا اترا تو قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ دن ان کے اگلوں، پچھلوں کے لئے عید بن گیا اور جس روز محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد شریف ہوئی، کیوں نہ وہ دن عیدوں کی عید اور عیدوں کی جان بن جائے جس پر سب عیدیں قربان ہوں۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تونے پایا صبح شب ولادت

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیب صبح شب ولادت

درود شریف:

معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ اسلام وشریعت میں صرف دوعیدیں ہی ہیں بالکل غلط ہے بلکہ جمعہ مبارکہ کے دن کو بھی اسلام نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن فرمایا ہے، منافقوں کے لئے نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جمعہ کا دن بھی عید ہے: ہمارے غم خوار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا ط

اے مسلمانوں کے گروہ بے شک یہ دن وہ ہے جس کو اللہ نے عید بنایا۔ (مشکوۃ شریف، ص:۱۲۳)

حضرات! مومنوں کے لئے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف طور پر فرمادیا کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید ہے۔

جمعہ اور عرفہ کا دن عید ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ط** پڑھا آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّمَا نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ O (ترمذی، مشکوۃ، ص:۱۲۱)

یعنی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیت جس دن اتری اس دن دوعیدیں جمع تھیں، ایک جمعہ اور ایک عرفہ کا دن۔

حضرات! ان مبارک حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صرف دوعیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ مگر صرف مسلمانوں کے لئے، منافقوں کے لئے نہیں۔

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ایک بابرکت رات ہے جس کو شب قدر کہتے ہیں، وہ رات نزول قرآن کی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رات کی عظمت بیان کی ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ O شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (پ،۳۰، سورۂ قدر، رکوع ۲۲)

حضرات! رمضان شریف میں ایک برکت والی رات، شب قدر ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی عظمت و بزرگی کو ہزار مہینوں سے افضل بیان فرمایا۔

ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شب قدر کی برکت ورحمت کو بیان فرمایا: **مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ O** یعنی جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑے ہوکر عبادت کی تو اس کے پہلے کے گناہ بخش دیئے گئے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰)

حضرات! مخالف لوگ، نزولِ قرآن کا دن تو مناتے ہیں مگر صاحب قرآن، محبوب رحمٰن محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دن منانے کو بدعت و گمراہی اور فضول خرچی کہتے نظر آتے ہیں۔

سچ اور حق بات تو یہ ہے کہ صاحب قرآن، محبوب رحمٰن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر تشریف نہ لاتے تو نہ رمضان ملتا اور نہ ہی قرآن نصیب ہوتا۔ آج ہم کو رمضان شریف جیسا مبارک مہینہ ملا اور قرآن مجید جیسی مقدس کتاب نصیب ہوئی تو یہ سب صدقہ ہے صاحب قرآن، محبوب رحمٰن، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد پاک کا، میلاد پاک کا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

شب میلاد، شبِ قدر سے افضل ہے

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ لَیْلَۃَ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْہٍ ثَلَاثَۃٍ ۝ یعنی بیشک میلاد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شب قدر سے افضل ہے۔ (المواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۱۴۵)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات وہ مبارک رات ہے جس میں محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد ہوئی جب کہ شب قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا کی گئی۔ لہٰذا وہ رات جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا شرف ملا اس رات سے زیادہ افضل ہوگی جس کو آپ کے صدقے سے فضیلت دی گئی۔ پس اس میں کوئی نزاع نہیں کہ۔

(۲) اگر شب قدر کی فضیلت اس سبب سے ہے کہ اس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو شب میلاد شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں صاحب قرآن محبوب رحمٰن، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما ہوئے جس کی وجہ سے شب میلاد شریف کو وہ شرف و بزرگی حاصل ہوئی جو شب قدر کی فضیلت سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔

لہٰذا شب میلاد شریف شب قدر سے افضل ہے۔

(۳) شب قدر کے سبب امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فضیلت بخشی گئی اور شب میلاد شریف سے تمام موجودات کو فضیلت سے نوازہ گیا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجا تو اس رحمت کو تمام کائنات کے لئے عام کر دیا گیا۔

پس ثابت ہوا کہ نفع دینے میں شب ولادت شب قدر سے بہت زیادہ ہے۔
لہٰذا شب میلاد شریف شب قدر سے افضل ہے۔
محدث، امام حضرت علامہ زرقانی اور حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ
اِنَّ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ ط
(زرقانی شرح مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۲۵۵، جواہر البحار، ج:۳، ص:۴۲۳)
یعنی بیشک میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شب قدر سے افضل ہے۔
حضرت امام طحاوی نقل فرماتے ہیں کہ شب قدر افضل ہے پھر شب معراج پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ پھر شب برأت پھر شب عید ہے اور
اِنَّ اَفْضَلَ اللَّيَالِيْ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط (جواہر البحار، ج:۳، ص:۴۲۶)
یعنی بے شک ان تمام راتوں میں سب سے زیادہ افضل شب میلاد شریف ہے۔
مشہور عاشق رسول حضرت امام یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ
وَلَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ٥ (انوار محمدیہ، ص:۲۸)
اور شب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب قدر سے افضل ہے۔
حضرات! شب قدر کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں اور رحمت نازل ہوتی ہے جس کی وجہ سے شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
اور ہمارے پیارے حضور نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فضیلت و بزرگی کا یہ عالم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو اترتے ہیں۔ اور مزار انور و اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔
تو معلوم ہوا کہ فرشتے دربار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خادم ہیں تو خادم فرشتے جس رات میں اتریں تو وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس رات میں تشریف لائے اس رات کو کچھ فضیلت نہ ہو؟
حضرات! حق و سچ تو یہ ہے کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات اور مہینہ پر کروڑوں اربوں مہینوں کی عظمت و بزرگی قربان۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ شب قدر کی برکت ورحمت فقط اہل ایمان کے لئے ہے اور باقی انسان اس سے محروم رہتے ہیں۔ مگر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت ورحمت ایمان والے بھی حاصل کرتے ہیں اور ساری کائنات حاصل کرتی نظر آتی ہے۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سر د قد ستادہ صبح شب ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں ان کا کلمہ صبح شب ولادت

درود شریف:

یوم میلاد، یوم عید ہے

عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدُّ غَلْبَةً عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَعِنَادٌ ط (ما ثبت من السنہ، ص:۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ (خوب) رحمتوں سے اس شخص کو نوازے جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے میلاد شریف کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید بنایا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض وعناد کی بیماری ہے ان کو سخت چوٹ لگے۔

(۲) فدائے رسول حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكَةِ اَعْيَادًا ط (انوار محمدیہ، ص:۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمتوں سے مالا مال کرے جس شخص نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنایا۔

حضرات! انصاف۔ انصاف کہ کیا صرف دو عیدیں ہیں؟ یہ مخالف کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

احادیث طیبہ اور بزرگوں کے اقوال واحوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اسلام میں صرف

دو عیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا روز، عرفہ کا دن اور میلاد شریف کے مہینہ کی تمام راتیں اور سارے دن عید کے ہیں۔

خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن بریلوی نے:

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبح شب ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبح شب ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اللہ تعالیٰ عید منانے کا حکم دیتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ (پ۱۱،ع۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت کے ملنے پر عید منانا، خوشی کا اظہار کرنا حکمِ الٰہی ہے اور شاہِ طیبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

وما توفيقي إلا بالله
١٤١٧